



(صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لیے)

انصار اللہ

ماہنامہ

جولائی 2014ء رمضان 1435ھ و فائبر 1393ھ



اس شمارہ میں

رمضان المبارک کی حقیقت بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

- تقویٰ بڑھانے کے مبارک ایام
- رمضان اور تزکیہ نفس
- فضائل و برکات ماہِ صیام
- ناقدین اقبال کون؟

ملفوظات میں مستعمل فارسی اشعار اور ضرب الامثال

دوسری سہ ماہی میٹنگ مجلس انصار اللہ پاکستان منعقدہ 17 مئی 2014ء



سال 2013ء میں بہترین کارکردگی دکھانے والے اضلاع



ضلع ساگھڑ

ضلع کراچی

ضلع لاہور



سالانہ اجتماع گوجرانوالہ شرقی منعقدہ یکم مئی 2014ء

ماہنامہ انصار اللہ

صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

رمضان 1435ھ - وقفا 1393ھش - جولائی 2014ء جلد 46/شمارہ 07 ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

فہرست

| | | | |
|----|---|----|--|
| 17 | □ ادب احمدی ملفوظات میں مستعمل فارسی کلمات | 4 | □ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعائیہ تحریک |
| 20 | □ خلافت واپس (پنجابی نظم) | 5 | □ رمضان عملی اصلاح کیلئے بہترین موسم (اداریہ) |
| 21 | □ مکرم محمود احمد شاہد صاحب (بنگالی) کا ذکر خیر | 6 | □ تقویٰ میں بڑھنے کے مبارک ایام (درس القرآن) |
| 27 | □ ناقدین اقبال کون؟ ایک مضمون پر تبصرہ | 7 | □ فضائل و برکات ماہِ صیام (درس الحدیث) |
| 34 | □ قرآن کریم اور رمضان المبارک | 8 | □ تنویر قلب اور تزکیہ کیلئے عمدہ مہینہ (امام الکلام) |
| 35 | □ آم اتاہر و لعزیز کیوں | 9 | □ اتوری نصر ربی کیف یاتنی و یظہر (عربی کلام) |
| 39 | □ رپورٹ سالانہ ریفرنڈم کورس تعلیم القرآن | 10 | □ وہ دن بھی ایک دن تمہیں یاد نصیب ہے (اردو منظوم) |
| 40 | □ مجالس کی مساعی | 11 | □ رمضان المبارک کی حقیقت (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس) |

”وہ رمضان جس میں سے تقویٰ کے حصول کیلئے گزرا جائے، معاشرے کی خوبصورتی کا باعث بھی بنتا ہے۔ ایک دوسرے کیلئے قربانی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے غریب بھائیوں کی ضروریات کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور یہ ہونی ضروری ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے اور اس سے ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آپ رمضان کے مہینے میں صدقہ و خیرات تیز آندھی کی طرح فرمایا کرتے تھے۔ پس ایک مومن کا بھی فرض ہے کہ اس سنت پر عمل کرے۔“

(خطبہ جمعہ 12 جولائی 2013ء)

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-621463

ویب: www.ansarullahpk.org قلمناشتاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

ای میل دفتر انصار اللہ: ansarullahpakistan@gmail.com , magazine@ansarullahpk.org

پبلشر: عبدالمنان کوثر پریس: طاہر مہدی امتیاز احمد ورائٹنگ کمپوزنگ و ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقامناشتاعت: دفتر انصار اللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چند ہ پاکستان: سالانہ 300 روپے قیمت فی پرچہ: 25 روپے

خصوصی دعاؤں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30 مئی 2014ء کے خطبہ جمعہ میں حسب ذیل دعاؤں کی تحریک فرمائی

- سورۃ فاتحہ (کثرت سے پڑھیں)
- درود شریف (نماز میں پڑھا جانے والا۔ کثرت سے پڑھیں)
- سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
- پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو عظمت والا ہے۔ اے اللہ تو رحمت نازل فرما، محمدؐ اور آل محمدؐ پر
- رَبَّنَا لَا تُرِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران: 9)
- اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔
- رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّثْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرہ: 251)
- اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔
- اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ. (ابو داؤد کتاب التوباب ما يقول الرجل اذا خاف قوما)
- ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے پناہ طلب کرتے ہیں۔
- اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَآتُوبُ إِلَيْهِ.
- میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے، ہر گناہ سے اور میں اس کی طرف جھکتا ہوں۔
- رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانصُرْنِي وَارْحَمْنِي (تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 556)
- اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔
- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّثْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ. (آل عمران: 148)
- اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔
- يَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِي وَمَزِّقْ أَعْدَائِي وَأَعِزِّي وَتَحَدِّكْ وَانصُرْ عَبْدَكَ وَارِنَا أَيَّامَكَ وَشَهْرَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَلْمِزْ مِنَ الْكَافِرِينَ شَرِيرًا. (تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 426)
- اے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔

ماہ صیام نیکیوں کی بہار کا موسم

نیکیوں کی بہار کا موسم رمضان کہلاتا ہے۔ نیکیاں اور مناسب اعمال بجالانے کا اس سے اچھا اور کوئی موسم نہیں ہوتا۔ رمضان سے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مومن اپنی تمام اخلاقی اور روحانی کمزوریاں دور کر کے ان بابرکت ایام میں نیکیوں میں مداومت اختیار کریں۔ مشاہدہ سے یہ بات عیاں ہے کہ روزہ رکھنے سے جسمانی کمزوریاں بھی دور ہو جاتی ہیں جیسی تو ہمارے آقا و مولیٰ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

صَوْمُ مَوَاتِصِحُّوْا (کنز العمال، حرف الصان، جلد 8 حدیث: 23605) یعنی روزے رکھو صحت مند ہو جاؤ گے۔

رمضان کے فضائل و فوائد کے بارہ میں سیدنا حضرت بائی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ: 186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس اُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ: 186) میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں..... میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا.....“

اب جب سے چالیس سال گزر گئے دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا تھا اور پیدل آنا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صد مات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ ایک عبادات مالی، دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں..... انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالا دے۔ روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرہ: 185) یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، ص 561-563)

رمضان: تقویٰ میں بڑھنے کے مبارک ایام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ .

(البقرہ: 184)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”یہ ہے روزوں کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حکم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سال پھر ہمیں موقع دیا کہ اس نے ہماری روحانی ترقی کے لئے جو بہترین انتظام فرمایا ہوا ہے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ کتنی کے یہ چند دن..... ان میں سے گزر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اگر ہم نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے، اپنی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دلوانا ہے، اپنی دینی، اخلاقی اور روحانی حالت بہتر کرنی ہے تو ان دنوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے ہیں یہ روحانیت میں ترقی اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور دنیا میں پہلے بھی انبیاء کے ماننے والوں کی روحانی ترقی کے لئے، ان کے تزکیہ نفس کے لئے، ان کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے یہ فرض کئے گئے تھے۔ پس یہ ایک اہم حکم ہے۔ اس کی پابندی ہی ہے جو ہمیں تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے والی بنائے گی۔ پہلے انبیاء کے ماننے والوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پایا اور اس کے فضلوں کے وارث ہوئے، جنہوں نے بے چون و چرا خدا تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی۔ جب بھی خدا تعالیٰ نے اپنے احکامات کسی نبی پر اتارے جب دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے اور اس کے احکامات سے حصہ لینے والے بنے جنہوں نے ان بھیجے ہوؤں کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اس تعلیم پر عمل کیا اور ان احکامات پر چلتے رہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر اتارے تھے اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھاتے رہے۔ جب انکاری ہوئے تو جہاں روحانی معیار گرے وہاں دنیاوی طور پر بھی شان و شوکت کھو بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جب انبیاء کے ماننے والوں کو تقویٰ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے تو یہ بھی فرماتا ہے کہ تم تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کر کے دنیا و آخرت کے انعامات سے حصہ لینے والے بنو گے، اُس کی جنتوں کے وارث بنو گے۔“

(خطبہ جمعہ 14 ستمبر 2007ء از خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 373-374)

فضائل و برکات ماہِ صیام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں تو روزے دار ہوں۔

(بخاری کتاب الصوم۔ باب هل یقول انی صائم اذا تمم حدیث نمبر 1904)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ جو نیکیاں کرنے والے ہیں اور جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں ان کو میں سات سو گنا تک اجر دیتا ہوں اور اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہوں۔ تو روزوں کا اجر اس بیان کردہ حد سے بڑھ جانے والا ہے۔ کتنا بڑھا جاتا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو پتہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کی صفات لامحدود ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی جزا بھی لامحدود ہے۔ پس یہ انسانی تصور سے ہی باہر ہے کہ کتنا اجر ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ہی پتہ ہے۔ لیکن بعض حدود اللہ تعالیٰ نے روزہ کے ساتھ لگا دی ہیں کہ اس لامحدود اجر پانے کے لئے تمہیں اپنی حدود میں بھی قائم رہنا ہوگا، ان احکامات کی تعمیل کرنی ہوگی۔ صرف فاقہ نہیں کرنا بلکہ کچھ مجاہدے کرنے ہوں گے، برائیوں کو چھوڑنا ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا۔ ہر قسم کے نفسانی اور شہوانی جذبات سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی..... جب یہ حالت ہوگی تو وہ روزہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہوگا۔ یہ برائیاں چھوڑنا ہی ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا۔ لیکن یہ وقتی چھوڑنا نہیں ہے، ان برائیوں سے وقتی طور پر کنارہ کشی اختیار نہیں کرنی بلکہ مستقلاً یہ عادت ڈالنی ہوگی۔ جب یہ حالت ہوگی تو وہ پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو انسان کی پائال تک کی خبر ہے وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بندے کے کسی بھی فعل کے پیچھے اس کی کیا نیت ہے۔ وہ ذات جو حاضر اور غائب کا علم رکھتی ہے اگر اس کی صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر روزہ دار روزہ رکھتا ہے اور مجاہدہ کرتا ہے تو پھر وہ روزہ اس کے لئے جزا بن جائے گا۔ جو روزہ اس نیت سے رکھا جائے گا کہ آج میں ان نفسانی اور شہوانی باتوں سے دور جا رہا ہوں، ان کو ترک کر رہا ہوں تو صرف رمضان کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے، تب ہی وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوگا، خدا کی خاطر رکھا جانے والا کہلا سکے گا..... جب ایک انسان مستقل مزاجی سے اپنے اوپر ان برائیوں کو چھوڑنے کا عمل جاری رکھے گا۔ تبھی وہ آخری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ کیا صرف تیس دن کی جو نیکیاں ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے وہ مقام عطا فرمائے گا جو اس کی رضا کا مقام ہے“

(خطبہ جمعہ 14 ستمبر 2007 از خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 376-377)

تنویرِ قلب اور تزکیہٴ نفس کیلئے عمدہ مہینہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تنویرِ قلب کیلئے عمدہ مہینہ

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ“ (البقرة: 186) سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہِ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہٴ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہٴ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے۔ نفسِ امارہ ہدیٰ کی طرف مائل کرنے والا نفس ہے۔ اس سے دوری حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھے۔“ (ملفوظات جلد دوم، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، طبع 2003، صفحہ 561-562)

روزہ سے تزکیہٴ نفس ہوتا ہے

”روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہٴ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کر دو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور روزے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔“ (ملفوظات جلد پنجم، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، طبع دوم، صفحہ 102)

مسافر اور بیمار کو روزہ رکھنے کی رخصت

”اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت (روزے) رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔“ (ملفوظات جلد پنجم، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، طبع 2003ء، صفحہ 67-68)

تری نصر ربی کیف یأتی و یرظہر

تری نصر ربی کیف یأتی و یرظہر و یسعی الینا کل من ہو یبصر
میرے خدا کی مدد کو دیکھتا ہے کیونکر آ رہی اور ظاہر ہو رہی ہے اور ہر ایک جو آنکھیں رکھتا ہے ہماری طرف دوڑتا چلا آتا ہے
اتعلم مُفْتَرِیًا کَمَثَلِ مُؤَيَّدًا و یقطع ربی کَلِمًا لَا یُشْمَرُ
کیا تو کسی ایسے مفتری کو جانتا ہے، جو میری طرح مؤید بتا سید الہی ہو۔ اور میرے خدا کی یہ عادت ہے، کہ ہر ایک شاخ
کو جو پھل نہیں لاتی وہ کاٹ دیتا ہے

تقولون کذاب و قد لاح صدقنا بآی تجلت لیس فیہا تکذُر
تم کہتے ہو کہ یہ شخص جھوٹا ہے حالانکہ میرا صدق ظاہر ہو چکا۔ اُن نشانوں کے ساتھ صدق ظاہر ہوا کہ جن میں کوئی کدورت نہیں
و هل یرتوی ضوءاً انہاراً و لیلۃ فکیف کذوب و الصدوق المظہر
اور کیا دن اور رات روشنی میں برابر ہو سکتی ہیں پس کیونکر ایک جھوٹا اور وہ سچا جو پاک کیا گیا ہے برابر ہو جائیں گے
فَکُفِّرْ و لا تعجل علینا تعصبا و ان کنت لا تخشی فکذب و زور
پس سوچ اور جلدی سے ہم پر حملہ مت کر اور اگر تو نہیں ڈرا پس دروغ آرائی سے تکذیب کر
وَ کُفِّرْ و ما التکفیر منک ببدعۃ کمثلک قال السا بقون فدمروا
اور مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیری طرف سے کوئی بدعت نہیں۔ تیری طرح پہلے منکر بھی کافر کہتے رہے ہیں اور آخر ہلاک کئے گئے
و هذا هو الوقت الذی لک نافع فتب قبل وقت فیہ تدعی و تحضر
اور یہی وقت ہے جو تجھے نفع دے سکتا ہے۔ پس اس وقت سے پہلے توبہ کر جس میں تو بلایا جائے اور حاضر کیا جائے
و قد کبدت شمس الہدی و امورنا انارت کیا قوت و انت تُعقر
اور آفتاب ہدایت سمت الراس پر آ گیا اور ہمارے کام یا قوت کی طرح چمک اٹھے اور تو ان کو خاک آلود کرنا چاہتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 315-316)

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یار و نصیب ہے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یار و نصیب ہے
 ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
 ملتی نہیں عزیزو! فقط قصوں سے یہ راہ
 وہ لغو دیں ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں
 صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
 پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
 دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تہ کیا
 جس کو تلاش ہے کہ ملے اُس کو کردگار
 اُس کا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
 تا اُس کے دل پہ نور یقین کا نزول ہو
 قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
 قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
 مُردہ سے کب اُمید کہ وہ زندہ کر سکے

خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے
 نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو
 وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ
 اُن سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں
 قصوں پہ سارا دیں کی سچائی کا انحصار
 پس یہ خدائے قصہ خدائے جہاں نہیں
 مُشرک بنا کے گنہ دیا روسیہ کیا
 اُس کے لئے حرام جو قصوں پہ ہو نثار
 تا ہووے شک و شبہ سبھی اُس کے دل سے دُور
 تا وہ جناب عزوجل میں قبول ہو
 سچ جانو یہ طریق سراسر مجال ہے
 ممکن نہیں وصالِ خدا ایسی راہ سے
 اُس سے تو خود مجال کہ رہ بھی گزر سکے

رمضان المبارک کی حقیقت

روزہ روحانیت میں ترقی کے لئے ضروری ہے

روزہ نعیت، جھوٹ اور غلط بیانی سے بچاتا ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہے، چاہے وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے پرہیز ہو اور اُس کا روزہ ہو۔ عیسائیوں میں بھی روزے کا تصور ہے۔ بعض فرقے عیسائیوں کے ایسا بھی روزہ رکھتے ہیں کہ گوشت نہیں کھانا، سبزی وغیرہ جتنی چاہے کھالیں۔

روزے سے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں

..... قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا، اب تک اپنی اصلی حالت میں ہے اور مومنین کو حکم ہے کہ صرف انبیاء کے روزوں کا ذکر نہیں کیا گیا، صرف بزرگوں کے روزوں کی باتیں نہیں ہیں، بلکہ مومنین کو فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو روزہ تم پر فرض ہے۔ ایک مہینے کے لئے فرض ہے۔ ہر قسم کے کھانے پینے سے صبح سے شام تک پرہیز ضروری ہے۔ اور اس سے مومنین نے حاصل کیا کرنا ہے؟ فرمایا تمہیں تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ تمہیں تقویٰ میں ترقی کرنی ہے۔ تم نے روزے سے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول کرنا ہے۔ بیشک بائبل میں بھی حواریوں کو خدا کی رضا کے لئے روزے رکھنے کا حکم ہے، نہ کہ دکھاوے کے لئے۔ پھر یہ بھی ہے کہ روزے سے روحانیت بڑھتی ہے تو اُس روحانیت کے بڑھنے سے بیماریوں کے علاج ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں کفارہ کے نظریہ نے روزے کی روح جو تقویٰ کا حصول ہے، اُسے ختم کر دیا ہے۔ پس جب تقویٰ کا حصول ہی نہیں تو روزے کے فیض کی اہمیت ہی ختم ہو گئی اور جب فیض ہی نہیں تو پھر روزے کا صرف نام رہ گیا۔ یہ نام کا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (البقرة: 184)
سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔
..... یہ آیت جو تلاوت کی گئی ہے اس میں خدا تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے روزوں کی اہمیت اور فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تم سے پہلے جو انبیاء کی جماعتیں گزری ہیں اُن پر بھی روزے فرض تھے، اس لئے کہ روزہ ایمان میں ترقی کے لئے ضروری ہے، روزہ روحانیت میں ترقی کے لئے ضروری ہے۔

مختلف مذاہب میں روزہ

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ چاہے اس وقت مختلف مذاہب میں روزہ اُس اصل حالت میں ہے جیسا کہ انبیاء کے وقت میں تھا یا زمانے کے ساتھ روزے کی حالت اور کیفیت بدل گئی ہے لیکن بہر حال کسی نہ کسی رنگ میں، کسی نہ کسی حالت میں روزے کا تصور رہر جگہ قائم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روزوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی روزوں کا تصور

محض خدا کیلئے روزے رکھتے ہیں اور زے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے“

(ملفوظات جلد پنجم ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ، صفحہ 102)

اس ارشاد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ جس قدر انسان کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے تو اس سے خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید بھوکا پیاسا رہنا ہی تزکیہ نفس ہے اس لئے آگے واضح فرما دیا کہ صرف بھوکا پیاسا رہنا تزکیہ نفس نہیں، نہ اس سے روزے کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ یہ تو قرآنی ارشاد کے خلاف ہے کیونکہ مقصد تو تقویٰ کا حصول ہے۔ پس فرمایا کہ اگر روزہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے رکھا ہے تو پھر جتنا بھی روزے کا وقت ہے یہ بھی ذکر الہی میں گزارو۔ ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ بھوکے پیاسے رہنے سے تو بعض جوگیوں میں بھی ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ اُن کو بھی کشف ہو جاتا ہے لیکن یہ ایک (مومن) کی زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ ایک مومن کی زندگی کا مقصد تبتل اور انقطاع ہے اور یہ عبادت سے، ذکر الہی سے پیدا ہوتا ہے اور نمازیں اس کا بہترین ذریعہ ہیں جو روح پر اثر ڈالتی ہیں، جو خدا تعالیٰ کے قرب کا باعث بنتی ہیں (از ملفوظات جلد دوم، ایڈیشن 2003ء ربوہ، صفحہ 696-697)

روزہ میں خوراک کی کمی کی حکمت

پس اصل روزہ وہ ہے جس میں خوراک کی کمی کے ساتھ ایک وقت تک جائز چیزوں سے بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے رُکے رہنا ہے۔ یہ تقویٰ ہے اور ان چیزوں سے رُکے رہ کر صرف دنیاوی کاموں اور کاروباروں میں ہی وقت نہیں گزارنا بلکہ نمازوں اور ذکر الہی کی طرف پوری توجہ دینی ہے۔ نمازیں اگر پہلے جمع کرتے تھے یا بعض دفعہ قضا ہو جاتی

روزہ ہے۔ پھر کچی اور اُبلی ہوئی سبزیوں سے پکے ہوئے گوشت کی طرف بھی ہاتھ بڑھ جاتے ہیں۔ پس یہ (دین حق) کی خوبصورتی ہے، یہ قرآن کریم کی خوبصورتی ہے کہ نہ صرف تعلیم بتائی، ایک حکم دیا بلکہ اُس کا مقصد بتایا اور اُس کے بدلے میں انعامات کی خبر بھی دی اور پھر (دین حق) کی تعلیم کو زندہ رکھنے کے لئے، عملی نمونے قائم کرنے کے لئے مجددین اور اولیاء کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معبود کا ظہور فرما کر (مومنوں) کو غیر (مومنوں) سب کے لئے اس تعلیم کی روح کو اُس کی اصلی حالت میں زندہ کرنے کے سامان مہیا فرمادیئے جنہوں نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں تقویٰ پر چلنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے، روزے کی روح کو سمجھنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی۔

روزہ سے تزکیہ نفس اور کشفی قوی بڑھتی ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”تیسری بات جو (دین) کا رکن ہے، وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں..... روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ

سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کرو۔ جب یہ ہوگا تو وہ مقصد حاصل ہوگا جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ روزے دار تقویٰ حاصل کرنے والا ہوگا۔

پس یہ رمضان جو دو دن سے شروع ہوا ہے اور انیس تیس دن تک چلنا ہے، تبھی ہمیں فائدہ دے سکتا ہے جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں گے اور یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ..... پہلوں نے دین پر عمل چھوڑ دیا، خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی پابندیوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے تھیں چھوڑ کر ظاہری دنیاوی اخلاق کو اہمیت دی۔ جو روزے جس حالت میں اُن پر فرض کئے گئے تھے یا روزوں کی فرضیت اور روزے رکھنے کا طریق جس حالت میں اُن تک پہنچا تھا اُس کی روح کو بھی چھوڑ دیا۔ تو روزہ جو ایک عبادت ہے اور جس کا مقصد تقویٰ میں ترقی اور خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے وہ بھی ختم ہو گیا۔ اگر ہم پارکی کی نظر سے دیکھیں تو یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے کہ بظاہر دنیاوی اخلاق کے نام پر میزبان کی خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو توڑ دیا جائے، نال دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر جس کو بھی اہمیت دیں اُس سے آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ کی ذات پیچھے چلی جاتی ہے اور شرک غالب آ جاتا ہے۔

پس فرمایا کہ روزے تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں اُن پر بھی فرض تھے، تمہارے لئے خاص نہیں ہیں۔ لیکن دینی لحاظ سے پہلی قوموں کی حالت بگڑتی رہی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی روح کو بھول گئے اور اُن سے صرف دکھاوا ہی رہ گیا۔ (مومنوں) کو اس مثال میں ایک سبق یہ بھی دیا گیا ہے کہ وہ (مومن) جو روزے کی روح کو سمجھنے اور بتلے اِلی اللہ کی طرف بڑھنے، روزوں میں حمد و ذکر کی طرف توجہ دینے، اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے کی بجائے صرف اپنے روزے

تھیں تو ان دنوں میں اس طرف خاص توجہ کہ ذکر الہی اور عبادت ہر دوسری چیز پر مقدم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ ہو اور ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جو کہتے ہیں تو یہ صرف منہ سے ہی نہ ہو بلکہ آپ نے اس طرف ہماری توجہ دلائی کہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو تو ہمیشہ یہ بات مد نظر رکھو کہ حمد صرف رب جلیل سے مخصوص ہے۔۔۔۔۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی طرف رمضان میں توجہ رکھو۔ صرف سبحان اللہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان ہو وہاں یہ دعا ہو اور درود سے دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے بھی پاک کر دے۔ اور یہ رمضان ہمارے اندر حقیقی تقویٰ پیدا کرنے والا بن جائے۔ پھر فرمایا جلیل کرو۔ اپنی دعائیں اس یقین کے ساتھ کرو کہ عبادت کے لائق ذات صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر ہمیں کوئی کسی قسم کے نقصان سے بچا سکتا ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔ جب ہمیں کسی سہارے کی ضرورت ہو تو خدا تعالیٰ کا سہارا ہم نے لیا ہے اور انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس معبود حقیقی کی طرف ہر وقت جھکا رہنے کی کوشش ہو۔ رمضان میں روزوں کے ساتھ یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ اے اللہ! روزوں کے ساتھ جو تبدیلیاں تُو نے روزوں سے فیض پانے والوں کیلئے مقدر کی ہوئی ہیں اُن سے ہمیں بھی حصہ دے اور ایسا یہ حصہ ہو جو نانا زندگی ہمیں فیضیاب کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری یہ حمد، تسبیح اور تہلیل ایسی ہے جو بتلے کی حالت پیدا کر دے۔ اور بتلے اِلی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے علیحدہ کر لیا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وفا کا تعلق پیدا کر لیا۔

پھر فرمایا کہ انقطاع حاصل ہو۔ یعنی تمام دنیاوی اہول و لعب

غیر از جماعت اُن کا بڑا معتقد اور مرید تھا، بڑی خاطر تواضع انہوں نے کی، ماضی کے وقت بھی مرغ روست رکھے، اور کہتے ہیں کہ یہ جو بہت بڑے مقرر و عالم تھے، یہ اُس وقت بھی تین مرغ روست کھا گئے۔ تو یہ علماء بہر حال کھانے کے شوقین تو ہوتے ہیں۔ خیر اس کے بعد جلسہ تھا۔ جلسہ میں تقریر کرنی تھی، وہاں گئے تو مجمع میں رعب ڈالنے کے لئے شروع ہی اس طرح کیا کہ اس دین کے خادم (سید تھے) اور نواسہ رسول کے منہ میں اُمت کے غم میں صبح سے ایک کھیل بھی نہیں گئی، یا ایک دانہ بھی نہیں گیا۔ وہ غیر از جماعت کہتے تھے کہ میں سامنے بیٹھا ہوا اور میرے سامنے کہ جس کے گھر سے تین سالم مرغے ہڑپ کر کے آئے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں۔ ویسے اُس عالم نے بھی ٹھیک کہا تھا کہ چاول کا دانہ تو انہوں نے کھایا نہیں تھا، تین مرغے کھائے تھے۔

بہر حال ایسے (مومن) ہیں جن کے دین کے درد اور عبادتیں بھی..... خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں ہوتے بلکہ دکھاوے کے لئے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری ہر عبادت کا مقصد تقویٰ ہونا چاہئے۔ اگر تمہاری عبادتیں صرف ظاہری اظہار ہیں تو نہ پہلوں کو دکھاوے کے روزوں سے اجر ملا، نہ اب ملے گا۔ ہاں اگر روزوں کے اظہار سے مقصد دنیا والوں کو مرعوب کرنا تھا تو پھر وہ تمہاری نیکی سے مرعوب ہو گئے اور یہ تمہارا اجر ہے جو تمہیں مل گیا۔ اللہ کے ہاں تو اس کا کوئی اجر نہیں ہوگا۔ اب اگر اللہ کے ہاں کسی نیکی کا اجر چاہتے ہو، روزوں کا اجر چاہتے ہو تو یہ تقویٰ کے بغیر نہیں ہو سکتا اور تقویٰ کے بارے میں صرف خدا تعالیٰ فیصلہ فرما سکتا ہے کہ کون تقویٰ پر چلنے والا ہے اور کون نہیں۔ پس جب ایک مومن اس نہج پر سوچے گا اور اپنا رمضان گزارنے کی کوشش کرے گا تو یہ روزے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں گے..... ایسا شخص اُن

رکھنے پر ہی فخر کرتے ہیں، اُن کے روزے ویسے ہی روزے رہ جائیں گے جیسے پہلوں کے تھے۔ اگر تقویٰ مد نظر نہیں تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو پہلے دینوں کے ماننے والوں کا ہوا تھا۔ بعض نام نہاد بزرگ فرض روزوں کے علاوہ نقلی روزے بھی رکھتے ہیں تو اُس کا بھی اظہار کر دیتے ہیں حالانکہ نقل عموماً چھپی ہوئی عبادت ہے۔ ایسے لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ذکر فرمایا ہے کہ مہمان آجائے تو کھانا منگوا کر کہیں گے کہ آپ کھائیں مجھے کچھ عذر ہے۔ یا کھانے کے وقت کسی کے ہاں پہنچ جائیں گے جب میزبان خاطر مدارت کرنے لگے تو کہتے ہیں کہ نہیں نہیں، میں کچھ کھاپی نہیں سکتا، کچھ مجبوری ہے۔ یعنی چھپے ہوئے الفاظ میں اپنے روزے کا بتانا مقصود ہوتا ہے۔

(از ملفوظات جلد چہارم، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ، صفحہ 419-418)

پھر ایسے روزے دار بھی رمضان میں ہیں جو روزے کی لمبائی کا، مثلاً آجکل گرمیوں کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ لمبے، کافی لمبے روزے ہیں تو اس کا اظہار کریں گے۔ ضرورت سے زیادہ روزوں کی لمبائی نہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ اُن کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر اپنی بزرگی جتانے کے لئے اپنی سحری افطاری کی تفصیل بھی بتانے لگ جاتے ہیں کہ تھوڑا کھاتا ہوں، بہت معمولی سحری کھا کے روزہ رکھتا ہوں، بہت معمولی سی افطاری کرتا ہوں۔ بیشک بعض دفعہ ایسا اظہار بے اختیار ہو جاتا ہے اور اُس میں کوئی بناوٹ نہیں ہوتی، لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو خاص طور پر اظہار کرتے ہیں تاکہ اُن کے روزے کی اہمیت اور کم کھانے کا دوسروں پر رعب پڑے..... ایسے ہی ایک نام نہاد عالم کا ایک غیر از جماعت دوست نے واقعہ سنایا کہ عالم بڑے اچھے مقرر تھے اور جماعت کے خلاف تو اور بھی زیادہ دھواں دار تقریریں کیا کرتے تھے تو یہ اُس غیر احمدی کے پاس جا کر ٹھہرے، وہ

کنٹرول ہے وہ انسانی صحت کیلئے مفید ہے تو یہ خیر ہے، ایک بھلائی ہے جو اس روزے سے انسانی جسم کو حاصل ہوتی ہے۔ پس نیت اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو جسمانی فائدہ بھی خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے فوائد ہیں۔

پھر روزہ جو تقویٰ کے حصول کیلئے رکھا جائے، وہ رمضان جس میں سے تقویٰ کے حصول کیلئے گزارا جائے، معاشرے کی خوبصورتی کا باعث بھی بنتا ہے۔ ایک دوسرے کیلئے قربانی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے غریب بھائیوں کی ضروریات کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور یہ ہونی ضروری ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے اور اس سے ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آپ رمضان کے مہینے میں صدقہ و خیرات تیز آندھی کی طرح فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب بدعا لوجی باب نمبر 5 حدیث نمبر 6) پس ایک مومن کا بھی فرض ہے کہ اس سنت پر عمل کرے۔ یقیناً یہ معاشرے میں بے چینوں کو دور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں دوسرے مومن کے لئے، اپنے کمزور اور ضرورتمند بھائی کے لئے نرمی کے اور پیار کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایک غریب مومن کے دل میں اپنے مالی لحاظ سے بہتر بھائی کے لئے جو روزے کا حق ادا کرتے ہوئے اس کا بھی حق ادا کر رہا ہے، شکرگزاری اور پیار کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

پھر روزہ جو تقویٰ کے حصول کے لئے ہو، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اس میں مشقت کی عادت بھی پیدا ہوتی ہے۔ سحری اور افطاری میں کم خوری اس لئے نہیں ہوتی کہ دوسروں پر اظہار ہو، بلکہ اس لئے ہوتی ہے کہ جسمانی روٹی کم کر کے تزکیہ نفس کی طرف زیادہ توجہ ہو۔ پس وہ لوگ جو اس

لوگوں میں شامل ہو گا جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتساباً من الایمان حدیث: 38) اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے تو میں ایسے روزہ دار کی جزا بن جاتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب ذکر النبی ﷺ حدیث: 7538) پس یہ وہ روزے ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کو رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، نہ کہ وہ روزے جن کا مقصد رمضان کی ایک روز، رمضان میں جو ایک چلی ہوتی ہے جو تمام لوگ روزے رکھ رہے ہوتے ہیں، سحری کے لئے اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ اس روز میں بہتے ہوئے روزے رکھے جائیں۔ صرف صبح سے شام تک بھوکا رہنا روزے کا مقصد نہ ہو بلکہ تقویٰ کی تلاش ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو.....

رمضان میں قیام اللیل سے گناہوں کی معافی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی راتوں کے نوافل کو بڑی اہمیت دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان من الایمان حدیث نمبر 37)

روزہ صحت کے لئے مفید

پھر روزہ صرف دینی شرور سے بچنے کیلئے اور خیر کے راستے کھولنے والا نہیں ہے بلکہ دنیاوی شر سے بچانے والا اور خیر کے راستے کھولنے والا بھی ہے۔ مثلاً ایک خیر جس کو اب ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں، سائنسدانوں کے ایک طبقہ نے بھی ماننا شروع کر دیا ہے کہ سال میں ایک مہینے کا جو کھانے پینے کا

پس اس مہینے میں ہر ایک کو اپنے جائزے لیتے ہوئے روزے اور رمضان کی روح کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ تقویٰ کے راستوں کی تلاش کی ضرورت ہے۔ حلال اور جائز چیزوں کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے چھوڑنے کا جو تجربہ حاصل ہوگا اُسے اپنے اندر عمومی، اخلاقی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف جو توجہ پیدا ہوگی، اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی طرف جو توجہ پیدا ہوگی، اُسے مستقل زندگی کا حصہ بنانے کی طرف توجہ اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اس رمضان میں ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ رمضان میں خدا تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور دروازے کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب حل یتال رمضان او عھر رمضان حدیث: 1899)

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اس مہینہ میں عبادتوں، تزکیہ نفس اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعہ جنت کے ان دروازوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ یا جنت کے ان دروازوں سے جنت میں داخل ہونے کی کوشش کریں جو پھر ہمیشہ کھلیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرتے ہوئے جھکیں اور ان خوش قسمتوں میں شامل ہو جائیں جن کی توبہ قبول کرے اللہ تعالیٰ کو اُس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنا گمشدہ بچہ ملنے سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اُس پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اس رمضان میں وہ خوشی پہنچانے والے ہوں جو گمشدہ بچہ کے ماں کو مل جانے سے زیادہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 12 جولائی 2013ء بحوالہ اغضال انٹرنیشنل 2/8t1 اگست 2013)

وہم میں ہیں کہ ہم کم کھا کے کمزور نہ ہو جائیں، سحری اور افطاری میں ضرورت سے زیادہ چُر خوری کرتے ہیں، اُن کے لئے بھی سبق ہے کہ اپنی خوراک کو کنٹرول کرو۔

روزہ غیبت، جھوٹ اور غلط بیانی سے بچانا ہے
آنحضرت ﷺ نے غیر ضروری مواقع پر جہاں فتنہ و فساد کا خطرہ ہو، رنجشوں کے بڑھنے کا خطرہ ہو، روزے دار کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تم ”انسی صائم“ کہ میں روزہ دار ہوں، کہا کرو۔ اس میں تقویٰ کے راستوں کی طرف نشاندہی فرمائی ہے کہ روزے کا حق ادا کرنے کے لئے تقویٰ کے حصول کے لئے اپنے جذبات پر کنٹرول بھی ضروری ہے۔ تم نے اپنے آپ کو جھگڑوں سے بھی بچانا ہے کہ روزے کا مقصد پورا ہو۔ تم نے اپنے آپ کو غیبت سے بھی بچانا ہے کہ روزے کا مقصد پورا ہو۔ تم نے اپنے آپ کو جھوٹ اور غلط بیانی سے بھی بچانا ہے کہ روزے کا مقصد پورا ہو۔

روزے دار کے لیے زبان کے غلط استعمال سے رُکنا
پس روزے دار کے لئے زبان کے غلط استعمال سے رُکنا بھی ضروری ہے۔ ایک مہینہ کی زبان کو قابو میں رکھنے اور غلط استعمال سے روکنے کی یہ عادت جو تقویٰ کے حصول کے لئے ضروری ہے، پھر آئندہ زندگی میں بھی بہت سے گناہوں اور غلطیوں سے بچانے کا باعث بنتی ہے۔ ایک مہینہ کی عادت سے مستقل مزاجی سے ایک مہینہ تک برائیوں سے پرہیز کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ تقویٰ پر مستقل پر چلنے کی مستقل عادت پڑ جاتی ہے۔ تقویٰ کی تلاش کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہ عادت ہی اصل میں روزہ اور رمضان کا مقصد ہے۔ ورنہ صرف سال میں ایک مہینہ نیکیوں کے عمل اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی کوشش اور گیارہ مہینے اپنی مرضی، دنیا کا اثر، برائیوں میں ملوث ہونا تو کوئی مقصد پورا نہیں کرتا۔

ادب احمد

ملفوظات جلد اول میں مستعمل فارسی اشعار، محاورات و ضرب الامثال

(مکرم نصیر الدین بھٹی صاحب)

پھونس۔

ع لطف گن لطف کہ بیگانہ شو حلقہ بگوش (سعدی)

(ص ۵۱)

مہربانی کرنا تیری مہربانی کی وجہ سے بیگانہ آدمی بھی تیرے ارادت مندوں میں شامل ہو جائے۔

تو کارز میں رانگو ساختی کہ با آسماں نیز پرداختی

(ص ۵۷)

تو نے زمینی کاموں کو درست کر لیا ہے کہ آسمانی کاموں کی طرف متوجہ ہو گیا ہے؟

من تن خدم، تو جاں شدی، من تو شدم تو من خدی
ناکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(امیر خسرو، ص ۷۳)

میں جسم بن گیا، تو روح بن گیا، میں تو بن گیا، تو میں بن گیا۔
تا کہ بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں کوئی اور ہوں اور تو کوئی اور
مردان خدا، خدا انباشند لیکن ز خدا نجد انباشند (ص ۷۷)
خدا کے بندے خدا نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج۔ تاثر یامی زود دیوار کج

(ضرب المثل، ص ۸۲)

اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دے تو ٹریا تک دیوار ٹیڑھی ہی جاتی ہے۔

ع کس بشنو دیا نشو و من گفتگوئے می کم (ص ۹۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے، ارشادات اور کلمات طیبات جو آپ کی ذاتی ڈائریوں، ذکر حبیب کی مجالس، دوران سیر اور مختلف اوقات کی محافل سے نیز اخبار الحکم، و بدر اور ابتدائی تھیذ الاذہان کی بدولت ہم تک پہنچے ہیں میں جا بجا فارسی اشعار، محاورات اور ضرب الامثال مستعمل ہیں۔ اس مضمون میں ملفوظات جلد اول میں مستعمل ایسے فارسی کلمات کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی (مولانا روم)

(ملفوظات ص ۴)

تو غالب کا دوست بن جانا کہ تو بھی غالب ہو جائے۔

ع بر کریمیاں کار ہا دشوار نیست (مولانا روم)

(ص ۱۲۱، ۱۲۸)

معزز (بہادر) لوگوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا ہے۔

ع کہ حلوہ چو یکبار خوردند و بس (سعدی)

حلوہ جو ایک بار لوگوں نے کھا لیا بس وہی کافی ہے (ص ۳۷)

ع سخن کزدل مردوں آید نہیند لاجرم مردل (سعدی)

(ص ۲۲)

بے شک جو بات دل سے نکلتی ہے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔

ع در باغ لاله روید و در شورہ موم خس (سعدی)

(ص ۲۵)

باغ میں پھول اگتے ہیں اور بنجر شور والی زمین میں گھاس

آدمی کو چاہئے کہ وہ نصیحت حاصل کرے خواہ وہ نصیحت دیوار پر ہی لکھی ہوئی ہو۔

بزدل و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن می فزائے بر مصطفیٰ (سعدی، ۲۳۶، ۵۳۶)

ترک دنیا، پرہیزگاری اور صدق و صفا کے لئے کوشش کرنا رہ لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کے بتائے ہوئے طریق سے تجاوز نہ کر مرا بمرگِ عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست (سعدی، ص ۲۳۸)

میرے لئے دشمن کی موت خوشی کا باعث نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ رہنے والی (دائمی) نہیں ہے۔ گاہا شد کہ کود کے نادان کہ غلط بردھف زند تیرے (سعدی، ص ۲۳۳)

کبھی نادان بچے کا تیر بھی نشانے پر لگ جاتا ہے۔ بدل دردی کہ دارم از برائے طالبان حق نے گردو بیان آں درد از تقریر کتا ہم (حضرت مسیح موعود، ص ۲۶۸)

حق کے متلاشیوں کے لئے میرے دل میں ایک درد ہے جس کو میں اس چھوٹی سی تقریر میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہر چہ داری خرچ گن در راہ او (۲۹۰) جو کچھ بھی تیرے پاس ہے اُس کی راہ میں خرچ کر دے۔ بہتیں تفاوت راہ از کجاست تا کجا (حافظ، ص ۲۹۱)

ٹیڑھے راستے کو دیکھ کہ وہ کہاں سے کہاں لے جاتا ہے۔ ہر کہ روشن شد دل و جان و دروں از حضرتش کیمیا باشد بسر بُردن دے در صحیحش (۳۵۷)

جس شخص کا دل و جان و باطن اُس ذات کی بدولت روشن

کوئی بات سنے یا نہ سنے میں بات (نصیحت) کرنا چلا جاؤں گا۔

ع مرد آخر میں مبارک بندہ اہست (مولانا روم، ۹۶)

انجام پر نظر رکھو والا انسان خوش قسمت ہوتا ہے۔ ع خُرب نفس نہ گردد بسالیا معلوم (سعدی) (ص ۱۱۲)

نفس کی کمینگی سالہا سال تک معلوم نہیں ہوتی۔ ع مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار۔ مباحش ایمن از بازی روزگار (سعدی، ص ۱۱۷)

بے ثبات زندگی پر بھروسہ مت کر۔ زمانے کی چالوں سے بے فکر نہ ہو۔ ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں

ایں خیال است و محال است و جنوں (خریب المثل، ۱۳۳) تو خدا بھی چاہے اور ذلیل دنیا بھی۔ یہ خیال ناممکن اور پاگل پن ہے۔ چشم بد اندیش کہ بر کند ہاد عیب نماید ہنرش در نظر (سعدی، ص ۱۵۰)

بدخواہ کی نظر بردہو، تباہ ہو۔ اُس کو تو اُس کی خوبی (ہنر) بھی عیب دکھائی دیتی ہے۔ این مُشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم (حدیث، ص ۱۵۵) اگر اس مٹھی بھر خاک (آدمی) کو میں نہ بخشوں تو کیا کروں۔ ع سخن چین بد بخت ہیزم کش است (سعدی) (ص ۱۵۶)

بد بخت چغل خور صرف ایندھن ہی ڈھونڈتا ہے۔ مرد باید کہ گیر داند رکوش گرنوشت است پند بردیوار (ص ۲۱۹ و ۲۷۷)

ہو گیا اُس کی صحبت میں ایک لمحہ بسر کرنے سے وہ کیمیا (سونا) ہو جاتا ہے۔

چھت دنیا چوں شبِ نار و زمانِ ابرِ سیاہ
آفتابی رہنما یک ساعتی در خدش (۳۵۷)

دنیا کیا ہے؟ تاریک رات کی مانند اور زمانہ مثل سیاہ بادل ہے۔ اُس کی خدمت میں ایک پل جس کی سورج نے راہنمائی کی ہے۔

کویند کہ بخر جستجو خواهد بود وایا عزیر شند خو خواهد بود (عمر خیام، ص ۳۹۰)

کہتے ہیں قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوگی۔ اُس دن پیارا محبوب شند خو (طبیعت کا سخت) ہوگا۔

از خیر مخلص شمرے نیاید ہرگز خوش باش کہ انجام کو خواهد بود (عمر خیام، ص ۳۹۰)

وہ ذات جو سراسر بھلائی ہی بھلائی ہے۔ بدسلوکی ہرگز ممکن نہیں تسلی رکھیں کہ انجام بخیر ہوگا۔

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بے خبر اند
بدمن او جلوہ نمود دست گر اہلی پندیر (حضرت مسیح موعود، ص ۳۹۱)

دنیا والے اللہ تعالیٰ سے بے خبر ہیں۔ وہ خدا مجھ پر ظاہر ہوا اگر میرے لوگ اس کو قبول کریں۔

بر خلافت دلش بے مائل لیک بو بکر شد دراں حائل (ص ۳۹۹)

اُس کا دل خلافت کی طرف بہت مائل تھا لیکن اس کے درمیان ابو بکر حائل ہو گئے۔

ایں ہمہ را بہ کشتت آہنگ گاہ صلح کشند و گاہ جنگ
یہ سب چیزیں تھے ہلاکت کی طرف بلا رہی ہیں کبھی صلح کے ذریعہ اور کبھی جنگ کے ذریعہ سے بلاتی ہیں۔ (ص ۴۰۳)

اگر دستِ سلیمانی نہ باشد چہ خاصیت دہد نقشِ سلیمان
(حافظ، ص ۴۰۴)

اگر سلیمان کا ہاتھ نہ ہو تو سلیمانی انگلی کی حیثیت ہی کیا رہ جاتی ہے۔

خدا داری چہ غم داری
تیرے پاس خدا ہے تو تجھے کیا غم! (ص ۴۱۰، ضرب المثل)

ع پیدا است ندارا کہ بلند ہست جنابت
(حافظ، ص ۴۳۶)

آواز سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیری بارگاہ بہت بلند ہے۔

بروز ہمایون و سالِ سعید بتاریخ فرخ میانِ دو عید
(سعدی، ص ۴۴۱)

مبارک دن اور سال مبارک ہو۔ دو عیدوں کے درمیان تاریخ بھی مبارک ہو۔

گر نباشد بہ دوست راہ بُردن
شرطِ عشق است در طلب مُردن (سعدی، ص ۴۶۰)

اگر دوست (محبوب) تک پہنچنے کے لئے کوئی وسیلہ نہ ہو تو عشق کا تقاضا ہے کہ اس کی جستجو میں جان کی بازی لگا دی جائے۔

طلب گار باید صبور و جمول کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول
(ص ۴۶۶)

کوشش کرنے والے کو صبر اور تحمل سے کام لینا چاہئے۔ میں نے نہیں سنا ہے کہ کیمیا گر سونا بنانے والا (رنجیدہ ہوا ہو)۔

ع اے خواجہ درد نیست و گر نہ طبیب ہست
اے امیر آدمی درد نہیں ہے ورنہ طبیب حاضر ہے۔ (ص ۴۶۴)

سالِ دیگر را کہ میدان حساب تا کجارت آنگہ بامابو دیار
الہام حضرت مسیح موعود (ص ۵۰۵)

آنے والے سال کا حساب کون جانتا ہے۔ جو دوست

خلافتِ داپیار

(مکرم منورا احمد خالد صاحب، کراچی)

دارے جاواں لڈیاں پاواں کناں مان جتاواں
 اج میرے آقا دا مینوں ملیا اے سرناواں
 دن نوں میرا فکر تے راتیں میری خاطر ہاواں
 اِکو دُکھ اِس پاپی نوں اگ توں کیویں بچاواں
 ایناں پیار حضور دتہ بھل گیاں سکیاں ماواں
 لکھ کے مینوں خط تے میری کیتی او دلداری
 کھولے گئے دل ملدی رہ گئی ہتھ اے عقل و چاری
 دل دے پچھے ٹر پئی کہہ کے توں جتیا میں ہاری
 توں جس یارتے واری ہو یا میں وی صدقے جاواں
 ایہناں پیار حضور دتہ بھل گیاں سکیاں ماواں
 جے کر دے تقریر تے دل نوں شیشے وانگ نے دھوندے
 لفظ قرآن حدیث دا اک اک موتی وانگ پرودے
 خوش سنداواں ہس ہس پیندے غم دیواں تے روندے
 میں روداں تے سینے لاکے گھٹ لیندے نے باہواں
 لہہاں پیارا حضور دتہ بھل گیاں سکیاں ماواں
 خوش الحان پرندے کر لئے کٹھے آل دوالے
 پھل گلاب دے سارے چن لے چنے لال تے کالے
 جلے دی ایلچ تے بیٹھے پھلاں دے وچکالے
 نظراں نال پھلاں نوں چم دے کی کی لاڈ سنداواں
 ایہنا پیار حضور دتہ بھل گیاں سکیاں ماواں
 لو فار آل ہیٹیڈ فارنن دے بیٹھے بول سنا کے
 دنیا دے دھتکارے بندے سینے دے نال لاکے

ہمارے ساتھ گزشتہ سال تھے وہ کہاں گئے؟
 کسے پُرسید زان پور خردمند کہ اے روشن گہر پور خردمند
 (سعدیؒ، ص ۵۲۳)
 کسی نے (یعقوب سے جس کا بیٹا یوسف گم ہو گیا تھا) پوچھا
 کہ اے روشن ضمیر عقل مند بزرگ
 زمرش بوائے پیرا بن شمیدی چہ اور چاہ کنعانش ندیدی
 (سعدیؒ، ص ۵۲۳)
 تو نے (ملک) مصر سے قمیض کی بوسوگھ لی لیکن کنعان کے
 کنوئیں میں تو نے اُس کو کیوں نہ دیکھا
 بگفت احوال ما برقی جہاں است
 دے پیدا و دیگر دم نہاں است
 (سعدیؒ، ص ۵۲۳)
 اس نے کہا ہمارا حال بجلی کی مانند ہے۔ ایک لمحہ چمکتی ہے اور
 دوسرے لمحہ غائب ہو جاتی ہے۔
 گے بر طارم اعلیٰ نشینم گے بر پُشت پائے خود نہ بنیم
 (سعدیؒ، ص ۵۲۳)
 کبھی تو میں ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوتا ہوں اور کبھی اپنے
 پاؤں کی پُشت (پاؤں کے نشان) کو بھی نہیں دیکھ سکتا ہوں
 صبا شرمندہ می گردد بروئے گل نگہ کردن
 کہ زحمت غنچہ را وا کرد و نتوانست نہ کردن
 (ص ۵۲۴)
 صبا پھول کے چہرے (کھڑے) کو دیکھنے سے شرمندہ ہو
 جاتی ہے کہ صبانے کلی کو کھلا تو دیا مگر اسے نہ نہ کر سکی۔
 ع گر حفظ مراتب نہ گئی زندیقی (جائی، ص ۵۵۷)
 اگر تو نے لوگوں کے مرتبہ کا خیال نہ رکھا تو ٹو بے دین ہے۔
 ع کہ پیش از پدر مردہ بنا خلف (سعدیؒ، ص ۵۲۴)
 باپ سے پہلے بنا خلف بیٹے کا مر جانا بہتر ہے۔

مکرم محمود احمد شاہد صاحب کا ذکر خیر

”خادم سلسلہ خلفائے وقت کے سلطانِ نصیر اور خلافت کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے ہمارے پیارے بھائی مکرم محمود احمد شاہد صاحب“

”برکت اسی کو ملے جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے کیونکہ ساری برکتیں اسی نظام سے وابستہ ہیں“
انتہائی پیاری شخصیت کا جو اپنے انتہائی باوقاف ہونے میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ فدائی خادم سلسلہ تھے

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 اپریل 2014ء کے خطبہ میں مکرم محمود احمد صاحب شاہد (بنگالی) کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”اس وقت میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ایک انتہائی پیاری شخصیت کا جو اپنے انتہائی باوقاف ہونے میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ فدائی خادم سلسلہ تھے..... یہ خادم سلسلہ خلفائے وقت کے سلطانِ نصیر اور خلافت کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے ہمارے پیارے بھائی مکرم محمود احمد شاہد صاحب تھے جن کو محمود بنگالی کے نام سے پاکستان میں بھی اکثر لوگ جانتے ہیں۔ اس وقت یہ آسٹریلیا جماعت کے امیر تھے اور وہیں بدھ کے روز 23 اپریل کو ان کی وفات ہوئی ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

ابتدائی تعارف

..... محمود صاحب 18 نومبر 1948ء کو بنگلہ دیش کے ایک گاؤں چاردکھیہ ضلع چاند پور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد مولانا ابوالخیر محمد محبت اللہ اور والدہ کا نام زیب النساء تھا۔ ان کے والد ابوالخیر محمد محبت اللہ صاحب نے 1943ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ ابتدائی نام ابوالخیر محمد تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ”محبت اللہ“ کے نام کا اضافہ فرمایا تھا۔ ان کے

والد اپنے علاقے کے سب سے پہلے احمدی تھے اور بڑے پائے کے عالم تھے۔ (دعوة الی اللہ) کا بھی ان کو بڑا شوق تھا۔ اور انہوں نے (دعوة الی اللہ) کے ذریعہ سے اپنے والد خواجہ عبدالمنان صاحب یعنی محمود صاحب کے دادا کو احمدیت کے نور سے فیضیاب کیا۔..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب دہلی تشریف لے گئے تو ان کے دادا کو بھی حضور علیہ السلام سے ملنے کا شوق پیدا ہوا لیکن جہاں وہ زیر تعلیم تھے ان لوگوں نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ بعد میں جب یہ احمدی ہوئے تو کہا کرتے تھے کہ لوگوں نے تو ہمیں اس نعمت سے محروم رکھنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا فرمادی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (-) کی تحریک پر مکرم محمود احمد شاہد صاحب کے والد نے آپ کو وقف اولاد کے تحت 1954ء میں وقف کیا..... اور پھر 1962ء میں، ابھی بچے ہی تھے کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے اور 1974ء میں انہوں نے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی شادی 1977ء میں مولوی محمد صاحب مرحوم امیر جماعت بنگلہ دیش کی بیٹی ہاجرہ صاحبہ سے ہوئی۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شادی شدہ ہیں اور جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں۔

محمود صاحب نے اپنی ابتدائی زندگی کی بعض باتیں اپنے

داماد کو نوٹ کروائی تھیں کہ کیا واقعات تھے۔ کہتے ہیں کہ تعلیم کے دوران ایک مرتبہ جامعہ میں ہی فٹ بال کھیلتے ہوئے ان کے گھٹنے میں سخت چوٹیں آئیں۔ سخت بیمار ہو گئے اور مشرقی بنگال واپس چلے گئے۔ ربوہ کا موسم بھی اس زمانے میں سخت تھا..... اکثر ان کے پیٹ میں تکلیف رہتی تھی۔ والدین بھی دور تھے۔ چھوٹے تھے۔ چوٹیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ آخر والدین کی یاد بھی آئی تو بنگلہ دیش واپس چلے گئے۔ اس زمانے میں مشرقی پاکستان ہوتا تھا۔ ربوہ واپس آنے کی ان کی کوئی کوشش نہیں تھی۔ کوئی خواہش نہیں تھی کہ دوبارہ جائیں لیکن کہتے ہیں کہ سید میر داؤد احمد صاحب جو اس زمانے میں پرنسپل تھے انہوں نے بار بار خط لکھے اور کوشش کی کہ دوبارہ جامعہ میں آجائیں تو اس وجہ سے پھر ان کی واپسی ہوئی..... ربوہ میں جب تھے تو انہوں نے والد صاحب کو لکھا کہ ربوہ کا موسم سخت ہے۔ پانی نہیں ہے۔ گرمی ہے۔ کھانے پینے کی بڑی تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں ان کے والد مکرم محبت اللہ صاحب نے لکھا کہ..... اللہ کے خلیفہ نے جو شہر آباد کیا ہے اگر وہاں نہیں رہ سکتے تو والد کے ساتھ تعلق بے معنی ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد پھر میری زندگی میں بڑی گہری تبدیلی آئی۔

..... خالد سیف اللہ صاحب جو ان کے بعد اب اس وقت قائم مقام امیر جماعت آسٹریلیا ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر محمود بنگالی صاحب نے یہی صدر بننے کا قصہ خود انہیں بتایا کہ 1979ء میں جب انٹرنیشنل صدر خدام الاحمدیہ کا انتخاب ہوا تو آپ دوٹوں کی گنتی کے لحاظ سے پانچویں نمبر پر تھے۔

داماد کو وقف کر دیا اور محمود احمد بھی چھوٹے ہی تھے کہ انہیں ربوہ میں بھجوا دیا۔ اجنبی ماحول میں شروع شروع میں کافی اداس ہو جاتے تھے۔ مجیب الرحمن صاحب محمود صاحب کے ماموں ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کے والد کو اتنی ترپ تھی کہ مجھے اکثر لکھتے تھے کہ محمود کو اداس نہ ہونے دینا تا کہ یہ پڑھ لکھ جائے۔ جامعہ سے فارغ ہو۔ یہ ابتدائی دنوں کی بات تھی مگر بہت جلد محمود صاحب پھر پورے دل و جان سے اپنی تعلیم میں مشغول ہو گئے اور ربوہ کے ماحول میں ربوہ کے پرانے رہنے والے جانتے ہیں کہ بڑے گھل مل گئے..... محمود احمد صاحب کا اپنے بھائیوں سے بہت شفقت کا تعلق تھا۔ اپنے غریب رشتہ داروں کی خاموشی سے مدد کرتے رہتے تھے۔ بنگلہ دیش کی جماعت میں کچھ رقم ان کی امانت میں رکھی رہتی تھی جس سے وہ اپنی والدہ کی مستقل خدمت کرتے رہتے تھے۔ سب ان کے عزیز رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ بڑا پیار کا تعلق تھا۔ جب یہ صدر بنے، (یہ بھی انہوں نے اپنے داماد کو خود نوٹ کروایا،) تو کہتے ہیں 1979ء میں خدام الاحمدیہ کی شوریٰ میں صدر کا انتخاب ہوا۔ ووٹ کے لحاظ سے وہ پانچویں پوزیشن میں تھے۔ انتخاب کے بعد نماز فجر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلا کے فرمایا کہ کثرت سے استغفار کرو اور درود پڑھو۔ اور اگلے روز اس دن شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کی بطور صدر منظوری عطا فرمائی۔ پانچویں نمبر پر تھے دوٹوں کے لحاظ سے۔

راولپنڈی سے مکرم مجیب الرحمن صاحب ایڈووکیٹ جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ خاموش اور سلیقہ مند کام کرنے والے خادم سلسلہ تھے۔ ساری عمر نہایت اخلاص اور وفا کے ساتھ اپنے فرائض بجالاتے رہے۔ عین خدمت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے صدر خدام الاحمدیہ بنایا تھا اور اس کے بعد سے پھر ان کی انتظامی خوبیاں بھی سامنے آنے لگیں۔ مجیب الرحمن صاحب کہتے ہیں کہ ان کے والد محترم مولانا محبت اللہ صاحب کی تعیناتی بنگال میں بطور (مرتب) ہوئی۔ انہوں نے اپنی پہلی

کام کیا۔ دعائیں لیں۔“ اور پھر حضور نے 1960ء سے لے کر اس وقت تک کے جو مختلف صدران مجالس خدام الاحمدیہ تھے۔ ان کے زمانوں میں اجتماعات میں مجالس کی نمائندگی کے گراف کا ذکر کرنے اور اس میں ایک مرحلے پر درمیان میں تنزل کے علاوہ تدریجی ترقی کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرمایا کہ ”میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کامیابی ووٹ لینے والوں کو نہیں خلیفہ وقت کی دعائیں حاصل کرنے کے نتیجے میں ملتی ہے۔ پچھلی دفعہ پانچویں نمبر پر ووٹ لینے والے صاحب کو صدر بنایا گیا تھا۔ ان کے پہلے سال 771 مجالس حاضر تھیں اور دوسرے سال یعنی اس سال 818 مجالس (اس وقت کی جو رپورٹ ہے اس میں حاضر ہیں۔“

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 571 تا 573)

..... وہ اپنے دور صدارت میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر تھے۔ اس زمانے میں تمام دنیا میں مرکز کے تحت ایک صدر ہوتا تھا۔ باقی دنیا کے صدران نہیں تھے بلکہ قائدین کہلاتے تھے اور ان کے دور میں یہ اختتام ہوا۔ یہ آخری صدر تھے جو خدام الاحمدیہ کے بین الاقوامی صدر تھے۔ تو بہر حال جب یہ دور ختم ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں انہوں نے ایک بڑا عاجزانہ خط بھیجا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جواب دیا کہ آپ نے خط میں خواجواہ شرمندگی کا اظہار کیا ہے۔ شرمندگی کی کیا بات ہے۔ آپ نے تو ماشاء اللہ بہت اچھا دور نبھایا ہے۔ بڑے مشکل حالات میں بڑی عمدگی، حکمت اور بہادری کے ساتھ کام کیا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ اسی لئے تو آپ کو انصار اللہ میں جانے کے باوجود خدمت کا موقع ملا۔ (ان کو ایک سال کی extention دی گئی تھی۔) اگر آپ نا اہل ہوتے تو ہرگز ایسا نہ کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپ کو ہمیشہ سلسلے کا بے لوث خادم بنائے رکھے اور بہترین خدمات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ حضور نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ آج شام تک کثرت سے استغفار کرو۔ کہتے ہیں کہ میں بہت ڈرا کہ پتا نہیں مجھ سے کیا غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچویں نمبر پر ہونے کے باوجود مقرر فرمادیا تو مجھے سمجھ آئی کہ حضور اس طریق سے مجھے عاجزی کی طرف متوجہ فرما رہے تھے۔ یہ ان سب عہدے داروں کے لئے بھی سبق ہے جو جب منتخب ہوتے ہیں تو استغفار اور درود بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ عاجزی ہمیشہ قائم رہے اور خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں عطا فرماتا رہے۔۔۔۔۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں خدمات

1981ء کا یہ واقعہ ہے۔ خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے جو اپنے الفاظ ہیں جس میں آپ نے ان کو، ان کی خدمات کو سراہا۔ فرمایا کہ ”برکت اسی کو ملے جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے کیونکہ ساری برکتیں اسی نظام سے وابستہ ہیں۔ اس کے سوا کوئی بات اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتی۔“

پھر فرمایا کہ ”پچھلے سال خدام الاحمدیہ کے صدر کا جو انتخاب ہوا اس میں دو ٹوں کے لحاظ سے محمود احمد صاحب پانچویں نمبر پر تھے اور میں یہ سبق جماعت کو دینا چاہتا تھا کہ جن چار کو ووٹ زیادہ ملے ان کے کام میں برکت ان کے دو ٹوں کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے گا وہی برکت حاصل کرے گا۔ چنانچہ پانچویں نمبر پر جو محمود احمد بنگالی صاحب تھے ان کو میں نے صدر منتخب کر دیا۔ بڑے مخلص آدمی ہیں۔ اللہ ان کے اخلاص میں ترقی دے۔ بڑا

فنڈ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے گراں قدر عطیہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ آپ نے پاکستان سے باہر خدام الاحمدیہ کی تنظیمی ترقی کے لئے کئی ممالک کا دورہ فرمایا اور ان میں سب سے تفصیلی دورہ 11 جون سے 11 اکتوبر 1987ء کا سہ ماہی دورہ تھا جس میں آپ نے یورپ امریکہ اور مغربی افریقہ کے گیارہ ممالک ہالینڈ، جیم، جرمنی، برطانیہ، امریکہ، گییبیا، سیرنگال، سیرالیون، لائبریا، آئیوری کوسٹ اور گھانا وغیرہ مختلف جگہوں پر سفر کیا۔ کسی صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا ان ممالک کا یہ پہلا دورہ تھا۔ 1989ء میں آپ نے انڈونیشیا، ملائیشیا اور سنگاپور کا دورہ کیا۔ آپ ہی کے دور میں خدام الاحمدیہ کے گیسٹ ہاؤس کی بالائی منزل تعمیر ہوئی۔ پھر خدام الاحمدیہ کا محمود ہال جو ایوان محمود کہلاتا ہے اس کو ایک دفعہ آگ لگ گئی تھی تو بغیر کسی مالی تحریک کے پھر اس کی مرمت اور ساری رینووییشن وغیرہ کروائی۔ آپ کے دور میں خدام الاحمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انتخاب کے موقع پر، خلافت رابعہ کے انتخاب کے موقع پر خدمات کی توفیق ملی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی پاکستان سے ہجرت کے وقت کے مازک حالات میں بھی خدام الاحمدیہ نے خدمت کی توفیق پائی۔ ڈیوٹیاں دیں، ساتھ بھی گئے۔ آپ کے دور کو خدا تعالیٰ نے کئی تاریخی اعزازات بھی عطا فرمائے۔ ہجری کیلنڈر کے لحاظ سے چودھویں اور پندرہویں دونوں صدیوں میں اور اسی طرح جماعت کی پہلی اور دوسری دونوں صدیوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ ان کے عہد میں ہی خدام الاحمدیہ اپنے پچاس سال پورے کر کے اکاونویں (51) سال میں داخل ہوئی۔ سلطان مبشر صاحب جو تارخ خدام الاحمدیہ لکھ رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

محمود صاحب کہا کرتے تھے کہ..... حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ دفتر میں کم سے

کی توفیق پاتے رہیں (مکتوب 15 نومبر 1989ء)۔ آپ نے اسیران کی بھلائی اور بہبود کے حوالے سے بہت کام کیا اور اس حوالے سے رپورٹس باقاعدہ جاتی رہیں۔ ان رپورٹس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا یہ ارشاد بھی تھا کہ ”آپ کی رپورٹ بابت، بہبودی اسیران موصول ہوئی۔ آپ ماشاء اللہ بڑی حکمت اور محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے“ اور واقعی انہوں نے اس زمانے میں اسیران کی بڑی خدمت کی۔ اور پھر ایک جگہ ایک رپورٹ پر لکھا: ”خدمت اسیران میں آپ کی مساعی سے بڑی خوشی ہوئی ہے“۔ 84ء کا جو قانون تھا یہ اس کا ابتدائی دور تھا اور سینکڑوں کی تعداد میں اسیران کلمہ کی وجہ سے جیل میں جا رہے تھے۔ اس زمانے میں خدام الاحمدیہ اور صدر خدام الاحمدیہ نے کافی کام کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”خدمت اسیران میں آپ کی مساعی سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ بہت عمدگی سے کام کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح کہ میرا منشا تھا“ (مکتوب 12 مئی 1988ء)

خدام الاحمدیہ میں آپ کی نمایاں خدمات یہ ہیں کہ آپ کے دور میں خدام الاحمدیہ نے کئی شعبوں میں نمایاں طور پر آگے قدم بڑھایا۔ آپ نے اسیروں کی بھلائی اور بہبودی کے لئے اسیران ٹرسٹ قائم کیا جس کے تحت ان کی ضروریات پوری کرنے اور ان کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی طرح صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ایمبولینس مخلوق خدا کی خدمت کے لئے چلائی گئی۔ بیوت الحمد سوسائٹی کے آغاز پر مجلس خدام الاحمدیہ نے بھاری عطیہ پیش کیا جس کے روح رواں مکرم محمود احمد صاحب ہی تھے۔ پھر خدام احمدیہ کے کارکنان کے لئے کوارٹر تعمیر کرنے کی خاطر زمین خریدی جس میں آپ نے ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔ پھر تراجم قرآن

ہزاروں میں ہو چکی ہے اور ترقی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق احمدیوں کو آسٹریلیا کے سبھی بڑے شہروں میں بسایا گیا۔ چنانچہ اب ہر سٹیٹ کے کینٹونل میں مضبوط جماعت قائم ہے اور وسیع و عریض خوبصورت (بیوت) اور مشن ہاؤسز قائم ہیں۔

سڈنی میں بھی (-) بیت الہدی کے علاوہ خلافت سینیٹیزی ہال اور مشن ہاؤس بھی ہے اور ایک گیسٹ ہاؤس ابھی تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح برسبین (Brisbane) میں (-) بنی۔ میلبرن (Melbourne) میں (-) بنی۔ ایڈیلیڈ (Adelaide) میں (بیت) محمود ہے۔ کینبرا (Canberra) میں (بیت) کے لئے قطعہ زمین کے لئے کوشش ہو رہی تھی جلد مل جائے گا۔ آسٹریلیا کی جماعت میں، ان کی ترقی میں انہوں نے ماشاء اللہ خوب حصہ لیا ہے۔ آسٹریلیا کے نیشنل سیکرٹری تربیت عمران احسن صاحب جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ امیر صاحب 1991ء سے آسٹریلیا میں مشنری انچارج اور امیر جماعت کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ کے دور میں بہت بڑے پراجیکٹس تکمیل کو پہنچے.....

مجلس عاملہ میں اور شورٹی کے اجلاس میں خلیفہ وقت کے حوالے دے کر بات سمجھایا کرتے تھے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ ایک صاحب جنہوں نے یہاں جو کرکٹ ٹورنامنٹ ہوتا ہے اس میں آنا تھا لیکن ایک طوفان کی وجہ سے فلائٹ لیٹ ہو گئی یا کینسل ہو گئی اور وہ ٹورنامنٹ میں شامل نہیں ہو سکے تو امیر صاحب نے انہیں سمجھایا کہ پھر بھی ضرور جائیں۔ اگر ٹورنامنٹ میں شامل نہیں ہو سکتے تو کوئی بات نہیں۔ اصل مقصد تو خلیفہ وقت سے ملاقات ہے اگر وہ ہو جائے تو تم سمجھو کہ تمہارا ٹورنامنٹ کا مقصد پورا ہو گیا۔ اب دورے پر

کم بیٹھنا اور خدام سے براہ راست تعلق رکھنا۔ محمود صاحب عموماً دفتر میں بیٹھنے کے بجائے شام کو باہر کرسی پر بیٹھ جایا کرتے تھے، خدام الاحمدیہ کا کیونکہ باقاعدہ دفتر ہے اور سارا احاطہ ہی خدام الاحمدیہ کا ہے اس لئے وہاں خدام کا ہی آنا جانا ہوتا تھا تو وہاں بیٹھ جاتے تھے اور ایوان محمود میں آنے جانے والوں سے براہ راست رابطہ رکھتے، حال احوال پوچھتے، خدام سے بے تکلف ہوتے، نتیجہ خدام سے یگانگت کا ماحول پیدا ہو جاتا۔ ہر ایک کے غم میں برابر کے شریک ہوتے۔

ڈاکٹر مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن ہم دفتر میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ بہت دیر ہو گئی تو محمود صاحب کہنے لگے کہ کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ کہتے ہیں میں گیسٹ ہاؤس گیا۔ جو کھانا دارالضیافت سے معاونین کے لئے آیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ چند بچے کچھ کھڑے تھے۔ میں خالی ہاتھ واپس آیا اور بتایا کہ کچھ نہیں ہے۔ صرف چند کھڑے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ بھی تبرک ہیں وہی لے آؤ۔ چنانچہ وہی کھڑے انہوں نے کھائے۔ کسی منتظم کو یا گیسٹ ہاؤس کے خادم کو نہ کوئی ہدایت دی نہ ہی کچھ باز پرس کی کہ میرے لئے کوئی کھانا وغیرہ کیوں نہیں رکھا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ رات کا وقت ہے، ان کو شوگر اس وقت ہو گئی ہوئی تھی، اور شوگر کے مریض کو تو بعض دفعہ بھوک بھی لگ جاتی ہے۔ لیکن کوئی اظہار نہیں کیا۔ اسی طرح معتمد صاحب کا اور دوسرے کارکنوں کا گھر بھی خدام الاحمدیہ کے احاطے میں تھا مگر انہیں بھی زحمت نہیں دی..... پھر خالد سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ امیر صاحب مرحوم ایک ذہین انسان تھے۔ تعلق بنانے اور نبھانے کا فن خوب جانتے تھے اور اسے جماعت کے مفاد میں استعمال کرتے تھے۔ اس کے نتیجے میں امیگریشن کا عمل پاکستانی احمدیوں کے لئے آسان ہو گیا اور آسٹریلیا کی جماعت جو آپ کے آسٹریلیا آنے پر صرف چند سوچی اب

جب میں گیا ہوں تو ان دنوں میں ایک بیماری کی وجہ سے کافی شدید بیمار تھے اور ساتھ میلبرن نہیں جاسکے لیکن فون پر ہر تھوڑے تھوڑے وقفے سے فون کر کے تمام انتظامات کا جائزہ لیتے رہے.....

زرشت منیر صاحب امیر ناروے کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ صدر خدام الاحمدیہ تھے۔ خاکسار کو کراچی میں بطور قائد ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ انتہائی پر آشوب دور میں آپ نہایت کامیاب صدر تھے۔ یہ چوراسی پچاسی چھیا سی کا دور تھا جب حالات بہت خراب ہو گئے تو سندھ اور بلوچستان کو جماعتی اور تنظیمی سطح پر جماعت کراچی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ سندھ میں کسی جگہ بھی شہادت ہوئی تو محمود صاحب یا ان کا نمائندہ کراچی جماعت کے نمائندے سے قبل پہنچ جاتے۔ مشکل حالات میں محمود صاحب بہت دلیری، دانشمندی کے ساتھ بڑے مشکل امور کو بڑی محنت کے ساتھ سرانجام دیتے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا اور اس کی بڑی غیرت رکھتے تھے۔ حفاظت کے سلسلے میں معمولی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتے تھے.....

ان کی جو جماعتی خدمات ہیں وہ زعامت ناصر ہوئیل سے انہوں نے شروع کی تھیں۔ پھر 77ء سے 79ء تک مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ رہے۔ پھر سالانہ اجتماع 79ء کے موقع پر آپ کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اعلیٰ ذمہ داری تفویض ہوئی۔ 80-1979ء سے اٹھاسی امانوے تک تقریباً دس سال صدر خدام الاحمدیہ رہے۔ خدام الاحمدیہ کے آخری صدر تھے جو بین الاقوامی تھے جیسا کہ میں نے بتایا۔ پھر اس کے بعد سے علیحدہ علیحدہ تنظیمیں ہو گئیں۔ شعبہ اصلاح و ارشاد میں خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت رابعہ میں جب مرکزی شعبہ سمعی بصری کا قیام عمل میں آیا تو نومبر 1983ء

میں اس کی نگرانی آپ ہی کے سپرد ہوئی۔ 84ء میں بطور وکیل سمعی بصری تحریک جدید میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد یہ شعبہ بھی تحریک جدید میں ختم ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ شاید ختم نہیں ہو گیا بلکہ ایم ٹی اے کے بعد اس نے کام نہیں کیا کیونکہ اس وقت یہ کیسٹ پہنچانے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ پھر ایم ٹی اے نے یہ کام سنبھال لیا۔ 28 جون 1991ء سے لے کر تادم آخر آسٹریلیا کے امیر کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ ان کے درجات بلند سے بلند تر کرنا چلا جائے۔ یقیناً بے نفس اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جماعت کی خدمت کرنے والے بزرگ تھے۔ نہ اپنی صحت کی پرواہ کی نہ کسی روک کو جماعتی کام میں سامنے آنے دیا۔ میرے گزشتہ دورہ آسٹریلیا کے دوران باوجود اس کے کہ انتہائی تکلیف میں تھے ہر کام کی نگرانی کرتے رہے..... میں نے خدام الاحمدیہ میں بھی ان کے ماتحت کام کیا ہے۔ بڑے کھلے ہاتھ سے اپنے ماتحتوں سے کام لیا کرتے تھے۔ کام کرنے کا ان کو موقع دیتے تھے اور پھر قدر دانی بھی کیا کرتے تھے۔ اور خلافت کے بھی ایسے سلطان نصیر کہ جس کی مثالیں کم کم ملتی ہیں اس کا تو میں نے شروع میں ہی ذکر کر دیا ہے۔ ان کے جانے سے کوآسٹریلیا جماعت میں ایک خلاء پیدا ہوا ہے لیکن الہی جماعتوں کو اللہ تعالیٰ خود سنبھالتا ہے اور ان خلاءوں کو خود پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان جیسے سلطان نصیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے جو خلافت کے باوقاب بھی ہوں، جاں نثار بھی ہوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے بھی ہوں.....

(خطبہ جمعہ 27 اپریل 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 17 مئی 2014ء)

ناقدین اقبال کون؟ ایک مضمون پر تبصرہ

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

”ان پر بے بنیاد الزامات لگانے والوں میں جماعت احمدیہ سے لے کر کانگریسی علماء کی بڑی تعداد شامل تھی۔ مسجد وزیر خان لاہور کے مولوی دیار علی نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ دوسری طرف کچھ علماء نے سر کا خطاب قبول کرنے پر انہیں انگریزوں کا ایجنٹ قرار دے ڈالا۔“

مضمون نگار نے ڈاکٹر علامہ اقبال کے مخالفین کی یہ فہرست ”زندہ رود“ سے لی ہے۔ اور جسٹس جاوید اقبال صاحب نے کوئی معین ثبوت یا حوالہ نہیں درج کیا کہ آخر علامہ اقبال کی زندگی کے اس دور میں جس کا وہ اپنی کتاب میں ذکر فرما رہے ہیں، جماعت احمدیہ نے ان کی کون سی مخالفت کی تھی۔

(زندہ رود مصنفہ جاوید اقبال صاحب، ناشر سبک میل پبلیکیشنز

لاہور 2008 صفحہ 207 تا 209)

یہاں تک تو ہم کالم نگار سے اتفاق ہے کہ کسی شخصیت سے علمی اور فکری اختلاف کرنا تو کوئی عیب نہیں بلکہ یہ علمی دنیا کے حسن میں اضافہ کرنے کا باعث ہے۔ لیکن کسی بھی شخصیت پر تعصب کی وجہ سے بے بنیاد الزامات لگانا تو سراسر ایک معیوب حرکت ہے۔ اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ علامہ اقبال پر بے بنیاد الزامات لگانے والوں کی جو فہرست انہوں نے پیش کی آیا وہ درست ہے؟

کیا علامہ اقبال کی زندگی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ان پر کوئی بے بنیاد الزامات لگائے گئے تھے کہ نہیں؟ اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ اس مضمون کے مطالعہ کے دوران قاری یہ محسوس ضرور کرتا ہے صاحب مضمون اپنے مضمون میں کوئی حوالہ نہیں درج کر رہے کہ انہوں نے یہ مواد کس کتاب

روزنامہ جنگ میں 3 اپریل 2014 کو ایک معروف کالم نویس کا مضمون بعنوان ”دشمنان اقبال اور فیض“ شائع ہوا۔ مضمون کے آغاز میں مضمون نگار تحریر کرتے ہیں۔

کسی انسان کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دشمنوں پر نظر ڈال لینی چاہئے۔ بڑے لوگوں کے اکثر دشمن چھوٹے، مکار اور منافق ہوتے ہیں۔ بڑے لوگوں کو تمام عمر چھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا سامنا رہتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اکثر اوقات چھوٹے اور گھٹیا لوگ بڑا بننے کے لئے اپنے قلم و زبان سے بڑے لوگوں کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی ناکام کوشش میں اپنا دامن تار تار کر ڈالتے ہیں۔ علامہ اقبال کو اپنی زندگی میں کئی دفعہ ایسے چھوٹے لوگوں سے پالا پڑا اور ان کی موت کے کئی سالوں کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس کے بعد کالم نویس نے ان لوگوں اور گروہوں کی فہرست پیش کی جو ان کے بقول علامہ اقبال کی مخالفت میں جھوٹ اور منافقت سے کام لے کر بے بنیاد الزامات لگا رہے تھے۔ بقول کالم نگار کہ علامہ اقبال انسان تھے ان میں کئی بشری کمزوریاں بھی تھیں اور وہ خود کو گنہگار انسان قرار دیتے تھے۔ اور علامہ اقبال کے ناقدین دو طرح کے ہیں ایک وہ جنہوں نے علامہ اقبال سے علمی اور فکری اختلاف کیا اور دوسرے جنہوں نے تعصب، تنگ نظری اور کم علمی کی وجہ سے ان پر بے بنیاد الزامات لگائے۔ اور پھر ایسے گروہوں کی فہرست بیان کی جنہوں نے علامہ اقبال کی زندگی میں بے بنیاد الزامات لگائے۔

4-1913 میں علامہ اقبال کو شبہ ہوا کہ ان کی منکوچہ سردار بیگم صاحبہ سے ان کا نکاح قائم ہے کہ نہیں تو انہوں نے اپنے دوست مرزا جلال الدین صاحب کو فتویٰ دریافت کرنے کے لیے قادیان بھجوا یا جنہوں نے اس کی بابت بانی سلسلہ احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب سے اس بابت فتویٰ دریافت کیا اور علامہ اقبال نے اس فتویٰ پر عمل بھی کیا۔

5- علامہ اقبال نے پہلی شادی سے اپنے بڑے بیٹے آفتاب اقبال صاحب کو پڑھنے کے لیے قادیان کے سکول میں بھجوا یا۔

(زندہ رود جاوید اقبال، ناشر سنگ میل پبلیکیشنز لاہور،

2008ء۔ ص 630 و 631)

ان باتوں کو درج کر کے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے یہ جواز پیش کیا ہے کہ اقبال کو 1935 سے قبل اس جماعت سے اچھے نتائج کی امید تھی

لیکن ایک زندہ شخص ہونے کی حیثیت سے انہیں اپنی رائے بدلنے کا حق تھا۔ اور وہ ہمیشہ سے جماعت احمدیہ سے عقائد کا اختلاف رکھتے تھے۔ ہمیں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے کہ ہر شخص کو اپنی رائے بدلنے کا حق حاصل ہے لیکن اس رائے کی تبدیلی کی کوئی بھی وجہ ہو اس کی وجہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی اور جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد نہیں ہو سکتے کیونکہ 1908 میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات ہو چکی تھی اور آپ کے دعاوی مکمل طور پر دنیا کے سامنے آچکے تھے۔

اس دور میں یعنی 1935 تک علامہ اقبال کی جانب سے جماعت احمدیہ کے بارے میں ان خیالات کا اظہار ہوتا رہا۔ وہ جماعت احمدیہ کے خیالات سے کس قدر متفق تھے اور کس قدر اختلاف رکھتے تھے یا شدید اختلاف رکھتے تھے اس

سے اخذ کیا ہے؟ حوالہ درج کرنے سے گریز اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ اگر قاری ان کتب کے متعلقہ حصے پڑھ لے تو جماعت احمدیہ پر لگائے گئے الزامات ویسے ہیں غلط ثابت ہو جاتے ہیں اور ایک اور ہی نقشہ ابھرتا ہے۔ اس کا ثبوت درج کرنے سے قبل ہم یہ جائزہ پیش کرتے ہیں کہ علامہ اقبال کی زندگی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ان پر کون سے الزامات لگائے گئے تھے؟

1935ء سے پہلے کا دور

علامہ اقبال کی زندگی کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک دور تو 1935 تک کا ہے۔ اس دور کے دوران علامہ اقبال کی طرف سے جماعت احمدیہ کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا گیا، اس کا اندازہ ان مثالوں سے لگایا جا سکتا ہے جو علامہ اقبال کے صاحبزادے جاوید اقبال صاحب نے اقبال کی سوانح حیات زندہ رود میں تحریر کی ہیں۔ جاوید اقبال نے ان میں سے کچھ مثالیں ان کے چچا زاد بھائی شیخ اعجاز احمد صاحب کے مہیا کیے گئے نوٹ سے بھی لی ہیں، جن کی تردید جسٹس جاوید اقبال نے نہیں کی بلکہ ان کی توجیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

1-1900ء میں علامہ اقبال نے بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق فرمایا کہ وہ ہندوستان میں..... (دین حق سے وابستہ) موجودہ دور کے غالباً سب سے عظیم دینی مفکر ہیں۔

2-1910ء میں انہوں نے علی گڑھ کالج میں ایک لیکچر میں فرمایا کہ اس دور میں فرقہ قادیانی..... سیرت کا ٹھیکہ نمونہ ہے۔

3-1936 میں تحریر کیا کہ اشاعت (دین حق) کا جوش جو جماعت احمدیہ کے افراد میں پایا جاتا ہے قابل قدر ہے۔

(زندہ رود جاوید اقبال، ناشر سنگ میل پبلیکیشنز لاہور 2008ء صفحہ 638 و 208)

بارے میں ان کے بیٹے جناب جاوید اقبال صاحب اور بیٹے شیخ اعجاز احمد صاحب نے مختلف نظریات کا اظہار کیا ہے لیکن اس بحث سے قطع نظر مندرجہ بالا حقائق سے مکرم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے بھی انکار نہیں کیا اور انہیں اپنی تصنیف میں درج فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ 1935ء تک جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی علامہ اقبال کے متعلق کسی قسم کے الزام لگائے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اور نہ ایسا کبھی ہوا تھا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام

اس پس منظر میں کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اس تاریخی واقعات پر بہت سی مختلف آراء سامنے آتی رہی ہیں، اس لیے ہم اس مصنف کی کتاب کا حوالہ دیں گے جس کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کتاب میں جگہ جگہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بہت کچھ لکھا گیا ہے تاکہ کوئی اشتباہ نہ رہے کہ ان بنیادی حقائق کو جماعت احمدیہ کے شدید مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس کتاب کا نام Iqbal and the politics of Punjab 1926-1938 ہے اور اس کے مصنف خرم محمود صاحب ہیں۔

مصنف نے تحقیق سے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب 26 جولائی 1931 کو شملہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا پہلا اجلاس ہوا تو اس میں دوسرے احباب کے علاوہ علامہ اقبال اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بھی شامل تھے۔ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو صدر اور ایک اور احمدی عبدالرحیم درد صاحب کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ خرم محمود صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کی تجویز پر ہی حضرت امام جماعت احمدیہ کو اس کمیٹی کا صدر بنایا گیا تھا۔ (صفحہ 91)

پھر اس کتاب میں لکھا ہے کہ جب اس کمیٹی نے کام شروع کیا اور ہندوستان بھر میں کشمیر کے ڈوگرہ راجہ کے خلاف جلسے شروع ہوئے تو ہندو پریس بالخصوص پرتاپ اور ملاپ نے اسے ہندو راج کے لئے خطرہ قرار دیا۔ (صفحہ 91) اور مجلس احرار، جو کہ جماعت احمدیہ کے خلاف سرگرم تھی، نے کانگریس کی لیڈررشپ سے رابطہ کیا۔ اس پر مولانا ابوالکلام آزاد، جو کہ نمایاں کانگریسی لیڈر تھے نے انہیں ہدایت دی کہ وہ کشمیر میں کام شروع کریں۔ (صفحہ 94) جب مجلس احرار کے کرنا دھرتا کشمیر پہنچے تو انہیں ڈوگرہ راجہ نے اپنے سرکاری مہمان کی حیثیت سے ٹھہرایا اور کشمیر میں افواہیں گردش کرنے لگیں کہ انہوں نے راجہ کے خلاف مہم کو نامہ بنانے کے لئے راجہ سے رشوت لی ہے۔ (صفحہ 95، 96) اس مہم کے ساتھ ہی احرار نے ڈاکٹر علامہ اقبال سے رابطہ کیا کہ وہ احمدیوں کی قیادت میں کام کر رہے ہیں جس کا مسلمانوں پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اور انجام یہ ہوا کہ مئی 1933 میں حضرت امام جماعت نے اس کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور علامہ اقبال کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور 43 دن بعد علامہ اقبال نے بھی اس کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور کمیٹی کو ختم کر دیا گیا۔

(صفحہ 104 تا 108)

علامہ اقبال اپنے استعفیٰ کے خط میں احمدی ممبران کمیٹی پر ان سے عدم تعاون کا الزام لگایا اور یہ کہا کہ وہ ان کی بجائے اپنی قیادت کی زیادہ پروا کر رہے ہیں۔ یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ احمدی وکلاء کی تعداد تو باقی وکلاء کے مقابلہ میں آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں تھی۔ اگر احمدی وکلاء عدم تعاون کا مظاہرہ کر رہے تھے تو صدر کمیٹی کو مکمل اختیار تھا کہ وہ ان کو برطرف کر دیتے اور ہندوستان بھر میں مسلمان وکلاء کی تو کسی طرح بھی کوئی کمی نہیں تھی، ان سے استفادہ کیا جاسکتا تھا۔ صرف جذبہ خدمت ہی کافی تھا۔

پڑتا رہا جو ان پر الزامات لگاتے رہے۔ اور پھر ان گروہوں میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو بھی شامل کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال کی زندگی کے آخری سالوں میں بھی جب کہ یہ مضامین شائع ہو چکے تھے جماعت احمدیہ کی طرف سے علامہ اقبال پر کوئی الزامات لگائے ہی نہیں گئے تھے۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ اس وقت جماعت احمدیہ پر الزامات لگائے ہی نہیں گئے تھے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب

جب بھی کسی شخص، کسی گروہ یا کسی جماعت پر الزامات لگائے جائیں تو یہ اس کا حق ہی نہیں بلکہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ان کا جواب دے اور اپنا نقطہ نظر دیا ننداری، دلائل اور شرافت سے بیان کرے۔ اور جماعت احمدیہ نے یہ فرض ادا کیا تھا۔ چنانچہ علامہ اقبال کے مذکورہ خطوط اور مضامین جب شائع ہوئے تو حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کا ایک مختصر جواب شائع ہوا۔ یہ جواب الفضل 18 جولائی 1935 میں شائع ہوا تھا۔ اس میں جماعت احمدیہ پر لگائے گئے الزامات کا مختصر جواب بغیر کسی پرکچڑا چھالے دیا گیا تھا۔ یہ مضمون امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی کتب اور مضامین کے مجموعہ انوار العلوم کی جلد 13 میں شامل ہے اور انٹرنیٹ پر موجود ہے اور جماعت احمدیہ کے بارے میں لکھے گئے خطوط اور مضامین بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ ہر کوئی ان کا موازنہ کر کے یہ حقیقت جان سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے متانت سے اور اخلاق کے ساتھ دلائل پیش کئے تھے۔ مثلاً جماعت احمدیہ کے خلاف لکھے گئے مضامین اور خطوط میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ بہائیت نے احمدیت سے زیادہ دیا نندارہ رویہ دکھایا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس بات کی

اگر جماعت احمدیہ غداروں کی جماعت تھی اور دین اور ملک کے لئے خطرہ تھی تو اس اہم موقع پر امام جماعت احمدیہ کو اصرار کر کے اس اہم کمیٹی کا صدر کیوں مقرر کیا گیا؟ ان کی قیادت میں کام کیوں شروع کیا گیا۔ احمدی وکلاء کی خدمات سے استفادہ کیوں کیا گیا؟ اگر ایسا تھا تو ان کو تو روز اول سے ہی اس کمیٹی میں شامل کرنے سے انکار کر دینا چاہئے تھا۔

1935ء میں رونما ہونے والے واقعات

1935ء میں ڈاکٹر علامہ اقبال نے حکمران انگریز قوم کو اور پنجاب کی برٹش حکومت بالخصوص گورنر سر ہربرٹ ایمرسن کو مخاطب کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف انگریزی میں ایک مضمون لکھا۔ اس مضمون میں جماعت احمدیہ کو مسلمانوں اور ملک کے لئے خطرہ قرار دیا گیا تھا۔ علامہ اقبال نے اس کے علاوہ بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت میں چند مضامین لکھے اور ایک اخبار Statesman میں مضمون لکھ کر برٹش حکومت کو توجہ دلائی کہ وہ احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دے۔

(تفصیلات اور ان مضامین اور خطوط کے متن کے لئے ملاحظہ کیجئے)

Traitors of Islam, An analysis of the Qadiani religion, by Allama Iqbal, published by Agha Shorish Kashmiri 1973)

یہاں ان مضامین کا خلاصہ بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ وہ پس منظر بیان کرنا ہے جس میں یہ مضامین لکھے گئے تھے۔ اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ الزامات جماعت احمدیہ کی طرف سے نہیں لگائے گئے تھے بلکہ جماعت احمدیہ پر لگائے گئے تھے۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حامد میر صاحب نے اپنے مضمون میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ بڑے لوگوں کے اکثر دشمن جھوٹے مکار اور منافق ہوتے ہیں۔ بڑے لوگوں کو تمام عمر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا سامنا رہتا ہے۔ علامہ اقبال کو بھی اپنی زندگی میں ایسے جھوٹے لوگوں سے واسطہ

خلاف پہلے مضمون میں خاص طور پر برٹش حکومت اور برٹش لوگوں کو مخاطب کیا گیا تھا اور جب اس پر پنڈت جواہر لال نہرو صاحب کی طرف سے تبصرہ شائع ہوا تو ان کو مخاطب کر کے طویل خط لکھا گیا اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کی گئی کہ احمدی ہندوستان کے لئے خطرہ ہیں۔ شورش کشمیری صاحب کی اشاعت کردہ کتاب Traitors of Islam, An analysis of the Qadiani Religion کے صفحہ 34 پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ آخر علامہ اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو صاحب کو بھی قائل کر لیا تھا۔

ان حوالوں سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کوئی الزام تراشی نہیں کی گئی تھی بلکہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔ اور اب بھی جب جماعت احمدیہ کے مخالف کی طرف سے علامہ اقبال کے مذکورہ مضامین اور خطوط شائع ہوتے ہیں تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کا اصولی جواب ہی دیا گیا تھا۔ کوئی الزام تراشی نہیں کی گئی تھی۔

ان واقعات کا پس منظر کیا تھا؟

ان سب واقعات کا ایک پس منظر تھا اور وہ یہ کہ اس وقت پنجاب کے انگریز گورنر ایرسن نے مجلس احرار پر دست شفقت رکھا ہوا تھا۔ اور اس بل بوتے پر مجلس احرار نے اس وقت پنجاب میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک خوفناک مہم شروع کی ہوئی تھی۔ اس وقت بالخصوص پنجاب کے انگریز حکمران بھرپور طور پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کی سرپرستی کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ اکتوبر 1934ء کو پنجاب حکومت کے چیف سیکریٹری Garbett نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام ایک نامعقول حکم بھی جاری کر دیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ چونکہ مجلس احرار قادیان میں 21 تا 23 اکتوبر 1934ء کو اپنا جلسہ منعقد کر رہی ہے، اس لئے امام جماعت احمدیہ اس وقت

نشاندہی فرمائی تھی کہ بہائیت کی دیانتداری کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتب بھی کسی کو پڑھنے کے لئے نہیں دیتے۔ ایک ملک میں اپنے عقائد کچھ بیان کرتے ہیں اور دوسرے ملک میں اپنے عقائد کچھ اور بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح علامہ اقبال کے شائع ہونے والے خطوط میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ قادیانیوں نے مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ اس کے جواب میں اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ خود علامہ اقبال کے بھائی اور بھتیجا شیخ اعجاز احمد صاحب احمدی ہیں اور انہی دنوں میں علامہ اقبال نے اپنے گھر کی تعمیر اپنے بھائی کے سپرد کی ہوئی تھی اور ان کا قیام بھی علامہ اقبال کے پاس تھا۔ آخر کس نے کس کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا؟ اس مضمون میں علامہ اقبال پر کسی قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا تھا۔

(انوار العلوم جلد 13 ص 585 تا 588)

اور اسی طرح حضرت امام جماعت احمدیہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 1935ء میں ان الزامات کا ذکر کیا تھا۔ اور یہ خطبہ جمعہ الفضل 30 مئی 1935ء میں شائع ہوا تھا۔ اور یہ خطبہ جمعہ حضور کے خطبات جمعہ کے مجموعہ ”خطبات محمود“ کی جلد 16 میں شامل ہے اور انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ اس میں بھی صرف جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر پیش کیا گیا تھا، جماعت احمدیہ پر لگائے گئے الزامات کا جواب دیا گیا تھا۔ علامہ اقبال پر تو کوئی الزام لگایا ہی نہیں گیا تھا۔ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا تھا کہ آج ہمیں غدار قرار دیا جا رہا ہے اور چند سال قبل علامہ اقبال نے ہی اصرار کر کے مجھے کشمیر کمیٹی کا صدر مقرر کروایا تھا۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 313 تا 321)

یہاں اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے

حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال سے اس طرح کا سلوک کرنے والے یا تو جماعت احمدیہ کے اشد مخالف تھے یا پھر وہ تھے جو بڑھ بڑھ کر جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ جماعت کی طرف سے علامہ اقبال پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں۔ ہم دو مثالیں پیش کرتے ہیں جن سے یہ صورت حال بالکل واضح ہو جائے گی۔

ایڈیٹر چٹان جناب شورش کاشمیری ہمیشہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش رہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کے لئے علامہ اقبال کی تحریروں کو بھی بار بار استعمال کیا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں علامہ اقبال کے مذکورہ بالا مضامین اور خطوط کو

TRAITORS OF ISLAM AN

ANALYSIS OF QADIANI RELIGION

کے نام سے شائع کروایا۔ پھر انہوں نے اسی مواد پر مشتمل ایک کتاب ”اقبال اور قادیانیت“ کے نام سے مرتب کی۔ شورش صاحب نے علامہ اقبال کے متعلق ایک اور کتاب ”پیامبر انقلاب“ بھی مرتب کی اور مجلس اقبال کے مرکزی سیکرٹری بھی بنے۔ لیکن اصل میں ”دشمنان اقبال“ میں کون شامل تھا؟ اور اب تک علامہ اقبال کی کردار کشی کون کر رہا ہے؟ اس کا جواب مندرجہ ذیل مثالوں سے عیاں ہو جاتا ہے۔ جناب ممتاز راشد صاحب کی کتاب ”لاہور کے نئے پرانے رنگ“ میں شاعر مشرق کی ذاتی زندگی پر متنازع مواد شائع کیا جسے ہم یہاں دہرانا مناسب نہیں سمجھتے۔

(لاہور کے نئے پرانے رنگ، مصنفہ محمد ممتاز راشد، ناشر فائن پبلیکیشنز

لاہور، دسمبر 2003ء ص 451)

اسی طرح خود پیر اقبال نے خود نوشت ”اپنا گریبان چاک“ میں بعض باتیں لکھ دیں ہیں جو کم از کم بیٹے کو اپنے باپ کے بارہ میں نہیں کرنی چاہئے تھیں۔ اب آپ بتائیں کہ کون اقبال کی کردار کشی کر رہا ہے۔

تک قادیان میں باہر کے رہنے والے احمدیوں کو نہیں بلا سکتے حتیٰ کہ ایک شخص کو بھی نہیں بلا سکتے۔ اور نہ ہی قادیان میں میٹنگ منعقد کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اس وقت تک جب تک احرار اپنا جلسہ ختم نہ کر لیں قادیان میں کسی کو کھانا یا چھت مہیا کر سکتے ہیں۔ یہ حکم نامہ Criminal Law Act کے تحت جاری کیا گیا تھا۔ اس ایک مثال سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس وقت ایمرن کی پنجاب حکومت جماعت احمدیہ کے مخالفین کی کس قدر زبرداریاں کر رہی تھی۔ اس حکم نامہ کا حوالہ بھی اسی کتاب سے دیا جاتا ہے جس میں واضح طور پر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔

(Qbal and the politics of

Punjab 1926-1938 by Khuram Mahmood p567)

علامہ اقبال پر الزامات لگانے والے اصل میں کون ہیں؟

جیسا کہ کالم نویس نے بھی اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ فکری اور نظریاتی اختلاف پر تو کوئی اعتراض نہیں کر سکتا البتہ کسی بھی شخص کو بے بنیاد الزامات کا نشانہ بنانا بہر حال قابل مذمت ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کہ کئی دوسری شخصیات کی طرح علامہ اقبال کی شخصیت کو بھی نامناسب تعصب کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں عجیب و غریب افواہوں کو شائع کیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کون تھے؟ جماعت احمدیہ کا موقف اللہ تعالیٰ کے فضل سے اصولوں پر قائم ہوتا ہے اور دلائل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ جماعت کا یہ طریقہ کار نہیں کہ کسی اختلاف کی وجہ سے کسی کی ذاتی زندگی کو نشانہ بنایا جائے۔ پھر علامہ اقبال سے ایسا سلوک روا رکھنے والے کون تھے؟

خود ہی اس کی تشہیر کا سامان مہیا کر دیا۔ اگر یہ تحریر ان کی کتاب کی زینت نہ بنتی تو کون سی تشنگی رہ جانی تھی۔ آخر نئی نسلوں کو اپنے سابقہ عمائدین کے متعلق کیا تاثر دیا جا رہا ہے کہ وہ یہ سوچیں کہ جب یہ عمائدین خواہ وہ علماء ہوں یا سیاسی قائدین ہوں مومنوں کی تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لیے جمع ہوتے تھے تو ان کے اوقات اس طرح گزرتے تھے۔ اور وہ ایک دوسرے کو اس طرح رگیدا کرتے تھے۔

آخر میں ہم ایک بار پھر یہی بات عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کسی شخصیت سے علمی یا نظریاتی اختلاف کو بے بنیاد الزام تراشی نہیں کہا جاسکتا لیکن اگر کسی فوت شدہ شخص کے بارے میں اس طرح کی نامناسب باتوں کی تشہیر کی جائے یا اس کے عیوب کی جستجو کی جائے تو یہ بہر حال الزام تراشی کہلائے گی۔ بہتر ہوگا کہ جسٹس جاوید اقبال صاحب کی کتاب میں سے اس قسم کے حصے نکال دیئے جائیں۔ کالم نویس نے ایک طرف تو اس بات کا شکوہ کیا ہے کہ کچھ حلقوں کی طرف سے علامہ اقبال پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے اور پھر خود بار بار مرزا جلال الدین صاحب کی تحریر کا حوالہ دیا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ مضمون ”میر اقبال“ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ مناسب ہوتا کہ وہ اسے ذرا غور سے پڑھ بھی لیتے۔ اس مضمون میں علامہ اقبال کے متعلق کئی ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جو کہ نہ تو اس قابل ہیں کہ انہیں ایک فوت شدہ شخص کے بارے میں بیان کیا جائے اور نہ علامہ اقبال کی شخصیت کی شایان شان ہیں۔ پہلے ہی مجبوراً ایسی باتیں لکھنی پڑی ہیں جو ہر شریف انسان کی طبیعت پر گراں گزریں گی اس لئے یہ تفصیلات نہیں لکھی جاتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح خود مضمون نگار جناب حامد میر علامہ اقبال پر لگائے گئے الزامات کی تشہیر کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ فخر۔

اب ملاحظہ کیجئے ایک طرف تو علامہ اقبال کو دوسرا پیامبر انقلاب قرار دیا جا رہا ہے اور ان کی تحریروں کو جماعت احمدیہ کے خلاف مہم چلانے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اسی فوت شدہ شخص کے متعلق اوٹ پٹانگ سکیئنڈل ڈھونڈنے کے لئے اس گھرے ہوئے انداز میں کوشش کی جا رہی ہے۔ ہر شریف انسان اس قسم کی کردار کشی کی مذمت کرے گا۔ یہ منافقت ہے کہ نہیں ہر قاری اس بارے میں خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ مضمون نگار کی طرح جسٹس جاوید اقبال نے بھی یہ لکھا ہے کہ علامہ اقبال کی زندگی میں دوسرے مخالفین کی طرح جماعت احمدیہ بھی ان کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اس کے بارے میں حقائق ہم پہلے ہی درج کر چکے ہیں۔ لیکن ایک مثال درج کرتے ہیں کہ جاوید اقبال صاحب خود اپنی کتاب میں ڈاکٹر علامہ اقبال کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔

”مرزا جلال الدین صاحب کے حوالہ سے جو واقعہ جسٹس جاوید اقبال نے زندہ رود کے صفحات 212-213 پر تحریر کیا ہے کہ وہ لکھنے کے قابل تھا؟

(زندہ رود مصنفہ جاوید اقبال صاحب، ناشر سبک میل پبلیکیشنز

لاہور 2008 ص 212 و 213)

یہ ایک بیٹا اپنے باپ کی سوانح حیات لکھ رہا ہے۔ اسے پڑھ کر ہر ذی ہوش اپنا سر پکڑ کر رہ جائے گا۔ مرزا جلال الدین صاحب مسلم لیگ کے لیڈر تھے اور علامہ اقبال کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ ان کی یہ تحریر پہلے محمود نظامی صاحب کے مرتب کردہ ”ملفوظات“ میں بھی شائع ہو چکی تھی۔ مگر یہ بات مناسب نہیں معلوم ہوتی کہ جناب جاوید اقبال نے اس غیر مصدقہ بات کو اپنی کتاب میں جگہ دے کر

قرآن کریم اور رمضان المبارک

(مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ پاکستان)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ”ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبیر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں... اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہیں سکے گی“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 386)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جبرئیلؑ ہر رمضان میں جتنا قرآن نازل ہو چکا ہوتا آنحضرتؐ کے ساتھ مل کر دہراتے تھے۔ اس لئے بھی ان دنوں میں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور درسوں میں شامل ہونے کی طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ اس کا ادراک پیدا ہو اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ معرفت حاصل ہو“ (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 441)

فیض قرآن حاصل کرنے کی دعا: آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو قرآن کریم کے فیوض سے حصہ پانے کے لئے ایک دعا سکھلائی اس کا ترجمہ یہ ہے: ”اے اللہ! اے رحمن! تیرے جلال اور تیرے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری آنکھوں کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور اسے میری زبان پر رواں کر دے اور میرے دل کو اس کے لئے وسعت دے اور میرے سینے کو اس کے ساتھ کھول دے اور اس کے ساتھ میرے بدن کو دھو دے۔ آمین“

(ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3493)

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس مہینہ میں تمام انصار بھائیوں کو قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے۔ اسی طرح عہدیداران قرآن کلاسز اور ناظرہ و ترجمہ قرآن سکھانے کیلئے بھی اس ماہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ذیل میں قرآن اور رمضان کے حوالے سے چند احکامات و ارشادات پیش خدمت ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے۔ (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الہی نشان بھی ہیں۔ (البقرہ: 186)

آنحضرتؐ اور دو قرآن: حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان میں آنحضرتؐ کو قرآن کا دور کر داتے تھے اور آپ کے آخری رمضان میں دو مرتبہ دو کر دایا۔ اس سنت کو جاری رکھتے ہوئے ہمیں کم از کم رمضان میں ایک دور قرآن مکمل کرنا چاہئے۔

رمضان اور قرآن باحیث شفاعت: آنحضرتؐ نے فرمایا روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے اے میرے رب میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا، پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائیگی۔

(مسند احمد حدیث نمبر 6337)

آم اتنا ہر دلعزیز کیوں؟

پھلوں کے بادشاہ کے بارہ میں دلچسپ معلومات

(مکرم ابو فاران مرزا صاحب)

معلوم ہی ہے آپ کو بندے کا ایڈریس سیدھے الہ آباد مرے نام بھیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ یہ لکھیں جواب میں تعمیل ہوگی پہلے مگر دام بھیجئے جناب اکبر آلہ آبادی نہ صرف تحفہ میں آم منگوانا پسند کرتے تھے بلکہ لگتا ہے اتنا ہی تحفہ میں بھجوانا بھی پسند کرتے تھے۔ ایک بار اکبر آلہ آبادی نے علامہ اقبال کے لیے الہ آباد سے لنگڑے آموں کا پارسل بھیجا۔ علامہ اقبال نے پارسل کی رسید پر دستخط کرتے ہوئے یہ شعر لکھ بھیجا:

انہیں اثر یہ تیرے اعجازِ مسیحائی کا ہے اکبر
الہ آباد سے چلا لنگڑا، لاہور تک آیا

افادیت

پھلوں میں آم کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ خوراک کا نہایت اہم جزو اور ہر گھر میں استعمال ہونے والا قدرتی عطیہ ہے۔ ماہرین کے مطابق آم انسانی صحت کے لیے مفید ہے اور یہ دل اور معدے کے امراض کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ آم کے استعمال سے خون بننے میں مدد ملتی ہے۔ پیٹ کی بیماریاں ختم کرنے میں مدد ہے۔ اس کا جوس پینے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ پختہ آم مولد خون ہے۔ یہ آنتوں کو

آم ایک ہر دلعزیز پھل ہے جسے ایشیائی پھلوں کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے۔ لفظ آم کے بارے میں یہ رائے عام ہے کہ یہ اصل میں سنسکرت لفظ آمزن سے ماخوذ ہے۔ لیکن بچے جب اردو سیکھنا شروع کرتے ہیں تو الف سے آم ہی لکھتے ہیں۔ آم میں الف اور میم عام ہے۔ اس لئے برصغیر کا بچہ بچہ عام طور پر آم کو جانتا ہے۔ اسے غالب کا میوہ کہیے یا اکبر کا پسندیدہ پھل یا بابر کا میوہ کا بادشاہ یہ تو سب کو مرغوب تھا۔ ایک دفعہ جناب غالب گلی میں بیٹھے آم کھا رہے تھے انکے ساتھ ایک ایسے دوست بھی تھے جنہیں آم ناپسند تھے۔ اتنے میں ایک گدھا آیا، غالب نے آم کے چھلکے اس کے سامنے رکھ دیئے مگر گدھا چھلکے سونگھ کر آگے بڑھ گیا۔ غالب کے دوست نے طنزاً کہا، دیکھ لو گدھا بھی آم نہیں کھاتا۔ غالب نے ہاتھ میں پکڑے آم کو چوستے ہوئے جواب دیا۔ ہاں گدھے آم نہیں کھاتے۔ غالب کو تو آم کے حوالہ سے سبھی یاد کرتے ہیں۔ لیکن آم کا ذکر ہو اور اکبر آلہ آبادی یاد نہ آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہر سال آم کو دیکھ کر بچپن کی پڑھی نظم یاد آ جاتی ہے۔ جوشی نثار حسین کو اکبر آلہ آبادی نے بطور فرمائش لکھ کر بھیجی تھی کہ۔

نامہ نہ کوئی یار کا پیغام بھیجئے
اس فصل میں جو بھیجئے بس آم بھیجئے

شدت وحدت کے باوجود آم کے موسم کاشت سے انتظار رہتا ہے۔

تین ماشے آم کا کودا پانی کے ساتھ دینے سے پچیس بند ہو جاتے ہیں۔ چنبیل اور بھسم روگ کو دور کرنے کیلئے آم کا رس گائے یا بھینس کا دودھ گرم ایک پاؤگی ایک پاؤ اور چینی دس تولہ روزانہ استعمال کرنے سے دس دن میں صحت ہو جاتی ہے۔ آم کا مرہ پھپھروں دل اور مثانے کو طاقت دیتا ہے۔

بعض اطباء کے نزدیک اگر آم کے پھولوں کو جب وہ نئے نئے نکلے ہوں تو ہاتھ میں رگڑ کر پھینک دیں اور بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر صرف ہاتھ پھیرنے (تین دفعہ) سے زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ ہاتھ میں آم کے تازہ پھولوں کا اثر ایک سال تک رہتا ہے۔

اقسام

آم کا شمار برصغیر کے بہترین پھلوں میں ہوتا ہے بلکہ برصغیر کا آم دنیا میں بہترین مانا گیا ہے۔ یہ ذائقے، تاثیر، رنگ اور صحت بخشی کے لحاظ سے تمام پھلوں سے منفرد ہے اور چونکہ خوب کاشت ہوتا ہے، اس لیے یہ سستا بھی ہے۔ اس کی سینکڑوں اقسام ہیں۔ برصغیر کو آم کا گھر بھی کہتے ہیں۔ فرانسیسی مورخ ڈی کنڈوے کے مطابق برصغیر میں آم چار ہزار سال قبل بھی کاشت کیا جاتا تھا۔ آج کل جنوبی ایشیا کے کئی ممالک میں بھی بڑے پیمانے پر اسے کاشت کیا جاتا ہے۔ ذائقہ کے لحاظ سے پاکستانی آم اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ برصغیر میں اس پھل کی پیداوار کافی ہے، لہذا پاکستان اور بھارت کا قومی پھل مانا جاتا ہے۔ آم کی چند مشہور اقسام خاص طور قابل ذکر ہیں:

سندھڑی: یہ آم بیضوی اور لمبوتر ہوتا ہے۔ اس کا

قوت دیتا ہے۔ آم مقوی اعصاب ہے۔ یہ معدہ، جگر، گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتا ہے۔ قدرے دیر ہضم ہوتا ہے۔ آم کو چوس کر کھانا بہتر ہوتا ہے۔ آموں کو برف یا ٹھنڈے پانی میں تھوڑی دیر رکھ کر کھانا چاہیے اور کھانے سے پہلے اچھی طرح سے دھو لینا چاہیے تاکہ آم کی کوئد اچھی طرح سے صاف ہو جائے۔ ورنہ وہ گلے میں خراش کا سبب بن سکتی ہے۔ آم کھانے کے بعد دودھ کی لمبی ضروری نہیں۔ آم اعشائے ربیہ کفایت دیتا ہے۔ اس کے کھانے سے جسم فرہ ہوتا ہے۔ بے خوابی کی شکایت دور کرنے کیلئے ایک آم کا کھانا اور بعد ازاں ٹھنڈا دودھ پینا بے حد مفید ہوتا ہے۔ آم پیٹاب آور گردوں کے لئے مفید ہے۔ اگر آم کھانے کے بعد تھوڑے سے جامن کھالیے جائیں تو اس کی گرمی زائل ہو جاتی ہے۔ بیٹھے اور تازہ آم اگر حاملہ کو روزانہ کھلایا جائے تو صحت مند بچہ پیدا ہوتا ہے۔

آم منہ کی بے مزگی کو دور کرتا ہے۔ بدن کا رنگ نکھرتا ہے۔ خفقان کی مرض میں آم بے حد مفید ہے۔ آم بیانی کو قوت دیتا ہے۔ آم کے پتوں کی چائے پینے سے نزلہ زکام کمزوری دماغ اور ہنگی دور ہو جاتی ہے۔ لو لگنے کی صورت میں کچے آم کو آگ میں بھون کر گڑ کے شربت میں اس کا رس ملا کر پلانے سے فوری آرام ہو جاتا ہے۔ آم کا بور اور پتے خشک کر کے باریک پیس لیں۔ ایک چمچ چائے والا سفوف صبح و شام ہمراہ آب سے چند روز کے استعمال سے بال سیاہ ہونا شروع ہو جائیں گے۔

آم کا تازہ رس پانچ تولہ میٹھا دہی ایک پاؤ اور درک کا رس چائے والا ایک چمچ تمام کو ملا کر پینے سے چہرہ کی زردی دور ہوتی ہے نیز سانس پیاریوں کیلئے بے حد مفید ہے۔ گرمی کی

کودے کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ کودا زردی مائل، سُرخ، خوش ذائقہ، رس دار اور ریشہ برائے نام ہوتا ہے۔ اس کی گٹھلی لمبوتری موٹی اور ریشے دار ہوتی ہے۔ اس کا ذائقہ ہر کسی کو نہیں بھاتا۔

گولا: یہ شکل میں گول ہوتا ہے۔ سائز درمیانہ چھلکا گہرا نارنجی اور پتلا ہوتا ہے۔ کودا پیلا ہلکا ریشے دار اور سیلا ہوتا ہے۔ گٹھلی بڑی ہوتی ہے۔

مالدا: یہ آم سائز میں بہت بڑا ہوتا ہے، مگر گٹھلی انتہائی چھوٹی ہوتی ہے۔

نیلم: اس آم کا سائز درمیانہ اور چھلکا درمیانہ، موٹا اور پیلے رنگ کا چمکتا ہوا ہوتا ہے۔

سہارنی: سائز درمیانہ اور ذائقہ قدرے ٹٹھا ہوتا ہے۔ ان علاوہ کئی دیگر اقسام بھی ہیں جیسے، الفانسو، بنگن پلی، الماس، لال پری اور دیسی آم وغیرہ۔

رقبہ کاشت کے لحاظ سے بارہ سب سے بڑے پیداواری ممالک حسب ذیل ہیں:

بھارت 1,600,000: ایکڑ۔ چین 433,600: ایکڑ
تھائی لینڈ 285,000: ایکڑ۔ انڈونیشیا 273,440:
ایکڑ۔ میکسیکو 173,837: ایکڑ۔ فلپائن 160,000:
ایکڑ۔ پاکستان 151,500: ایکڑ۔ ناٹجیر یا 125,000:
ایکڑ۔ گنی 182,000: ایکڑ۔ برازیل 168,000: ایکڑ۔ ویتنام:
153,000: ایکڑ۔ بنگلادیش 51,000: ایکڑ۔

اچھی غذائیت کی بناء پر آم کے مشروبات بھی عام ہیں۔ علاوہ اس کے، کچے آم سے، چٹنیاں، اچار اور آچور بھی بنائے جاتے ہیں۔ آم گرمیوں کا سب سے مقبول پھل ہے اور دنیا بھر میں دوسرے پھلوں سے زیادہ کھایا جاتا ہے۔ آم

سائز بڑا، چھلکا زرد، چکنا پارک کودے کیساتھ چمکا ہوتا ہے۔ کودا شیریں، رس دار اور گٹھلی لمبی اور موٹی ہوتی ہے۔ اصل میں مدراس کا آم ہے۔

دسہری: اس کی شکل لمبوتری چھلکا خوبانی کی رنگت جیسا پارک اور کودے کے ساتھ چمکا ہوتا ہے۔ کودا گہرا زرد، نرم، ذائقہ دار اور شیریں ہوتا ہے۔

چونسہ: یہ آم قدرے لمبا چھلکا درمیانہ موٹائی والا مٹا نم اور رنگت پیلی ہوتی ہے۔ اس کا کودا گہرا زرد، نہایت خوشبو دار اور شیریں ہوتا ہے۔ اس کی گٹھلی پتی لمبوتری، سائز بڑا اور ریشہ کم ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا بلخ آباد (بھارت) کے قریب قصبہ ”چونسا“ سے ہوئی۔ چونے کی کئی نئی اقسام بھی مارکیٹ میں آچکی ہیں۔

سنگڑا: یہ آم بیضوی لمبوتر ہوتا ہے۔ اس کا چھلکا چکنا، بے حد پتلا اور نفیس کودے کے ساتھ چمکا ہوتا ہے۔ کودا سُرخ مائل زرد، مٹا نم، شیریں، رس دار ہوتا ہے۔

انورٹول: اس کی شکل بیض نما ہوتی ہے اور سائز درمیانہ ہوتا ہے۔ چھلکا درمیانہ، چکنا اور سبزی مائل زرد ہوتا ہے۔ کودا بے ریشہ، ٹھوس، سُرخ مائل زرد، نہایت شیریں، خوشبو دار اور رس درمیانہ ہوتا ہے۔ اس کی گٹھلی درمیانہ، بیضوی اور نرم، ریشے سے ڈھکی ہوتی ہے۔ اس قسم کی ابتدا میرٹھ (بھارت) کے قریب قصبہ ”رٹول“ سے ہوئی۔

الماس: اس کی شکل گول بیضوی ہوتی ہے اور سائز درمیانہ، چھلکا زردی مائل سُرخ، کودا خوبانی کے رنگ جیسا مٹا نم، شیریں اور ریشہ برائے نام ہوتا ہے۔

فجری: یہ آم بیضوی لمبوتر ہوتا ہے۔ فجری کا چھلکا زردی مائل، سطح برائے نام گھردری، چھلکا موٹا اور نفیس

کے جسموں میں شرح 35 سے 40 فیصد تک نوٹ کی گئی۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو آم سپرفوڈ کہلا سکتا ہے۔ تحقیق کے دوران جسم سے زہریلے مادے اور کینسر کے سیل ختم کرنے کیلئے بلیویری، آم، پائن اپیل سمیت دیگر پھلوں پر تجربات کئے گئے جن میں سب سے زیادہ آم نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ انگریزوں کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ سب سے بہتر خون صاف کرنے والا فروٹ ہے مگر آم نے اس پر بھی سبقت حاصل کر لی ہے۔ ماہرین طب نے اس تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے کہا ہے کہ آم کو روزمرہ خوراک بنانے کیلئے زرعی سطح پر نئے اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ آم کے اندر پائے جانے والے کیمیکل عنصر پولی فینول سے کولون، چھاتی، پھیپھڑوں اور ہڈیوں کے کوڈے کے سرطان اور پروٹین کینسر کے ٹیومرز کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ یہ عنصر عام طور پر پودوں میں پایا جاتا ہے مگر اعلیٰ کوالٹی کا حاصل یہ عنصر آم میں ہی ملتا ہے۔

کچے آم میں وٹامن بی ون اور بی ٹو پکے ہوئے آم کی نسبت کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ نیاسین کی قابل ذکر مقدار بھی اس میں پائی جاتی ہے۔ کیری پر نمک لگا کر کھانے سے پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے جبکہ پسینے کی وجہ سے جسم میں ہونینوالی نمک کی کمی بھی پوری ہو جاتی ہے۔ کیری میں موجود وٹامن سی خون کی نالیوں کو زیادہ لچکدار بناتی ہے خون کے خلیات کی تشکیل میں بھی مددگار ہوتی ہے غذا میں موجود آئرن کو جسم میں جذب کرنے میں بھی یہ وٹامن معاونت کرتی ہے اور جریان خون روکتی ہے کچے آم میں تپ دق، اینیمیا اور پیچش سے بچاؤ کیلئے جسم کی مزاحمتی صلاحیت کو طاقتور بنانے کی قوت بھی پائی جاتی ہے۔ کچے آموں کو آنکھوں کی مرض شب کوری میں بھی مفید پایا گیا ہے۔ آم کے پرانے اچار کا تیل گنجانے کے مقام پر لگانے سے بالچر کو فائدہ ہوگا۔ آم کے

میں نشاستہ پایا جاتا ہے اور روغنی اجزا بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ آم میں فاسفورس، کیشیم، فولاد اور پوٹاشیم کے علاوہ گلوکوز بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ آم غذائیت بخش پھل ہے۔ یہ جسمانی کمزوری کو ختم کرتا ہے خون پیدا کرتا ہے اور جسم کو فرہہ کرتا ہے۔ آم میں کیشیم کی موجودگی ہڈیوں کیلئے مفید ہے۔ دماغ، ہڈیوں اور پٹھوں کو سخت گرمی سے محفوظ رکھتا ہے۔ آم بچوں کو خصوصی طور پر کھلانا چاہئے۔ آم کھانسی اور دمہ کے مریضوں کیلئے بھی بہترین ہے یہ حافظے کو تقویت دیتا ہے۔ دماغی کمزوری والوں کو آم کا استعمال خاص طور پر کرنا چاہئے۔ آم کی مسواک دانتوں کی صفائی کیلئے مفید ہے۔ آم میں موجود قدرتی اجزا دل کے امراض کینسر اور جلدی بیماریوں سے حفاظت کا نہایت موثر ذریعہ ہیں۔ اس میں موجود فولاد جلد کی تروتازگی اور دلکشی میں اضافے کا باعث بنتا ہے جبکہ پوٹاشیم کی بڑی تعداد بلڈ پریشر کنٹرول کرتی ہے۔ گردے کی پتھری سے حفاظت کے لئے بھی آم کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

جدید تحقیق

جدید تحقیقات کے مطابق آم چھاتی اور کولون کے سرطان سے محفوظ رکھنے کیلئے ایک اہم دوا ثابت ہوا ہے۔ آم کھانے کے شوقین لوگوں میں اس سرطان کی شرح نمایاں طور پر کم دیکھی گئی ہے۔ دنیائے طب میں آم اور صحت کے درمیان تعلق پر ہونے والی طبی تحقیق کرنے والی برلن کی معروف ڈاکٹر سوسانی ٹیل کوٹ اور ان کے شوہر ڈاکٹر سیڈوٹیل کوٹ نے آم کے کوڈے، جوس، چھلکے، گٹھلی کو کینسر کے خلاف قوت مدافعت فراہم کرتے ہوئے اپنی تحقیقی رپورٹ میں لکھا کہ آم کھانے والے افراد کے خون میں زہریلے مادوں کی شرح صرف 10 فیصد تک تھی جبکہ دیگر آم نہ کھانے والے لوگوں

رپورٹ سالانہ ریفریشر کورس تعلیم القرآن پاکستان

(رپورٹ مکرّم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن)
 نائب ناظمین تعلیم القرآن اضلاع و علاقہ جات پاکستان
 (ماسوا سندھ و کوئٹہ) کا ایک روزہ سالانہ ریفریشر کورس
 قیادت تعلیم القرآن کے زیر اہتمام مورخہ 25 مئی 2014ء
 بروز اتوار ایوان ناصر انصار اللہ پاکستان میں منعقد ہوا۔ صبح
 9:30 بجے پروگرام کا آغاز محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر
 مجلس انصار اللہ پاکستان کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت عہد
 کے بعد صدر مجلس نے عہدیداروں کو قرآن کریم کی اہمیت کے
 پیش نظر اس کے کاموں زیادہ توجہ دینے کی تلقین فرمائی۔ اس
 کے بعد خاکسار نے اپنے شعبہ کی ہدایات دیں۔ چائے کے
 وقفہ کے بعد مکرّم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول
 اور مکرّم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے عہدیداروں کو ان
 کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

اختتامی حصہ کے مہمان خصوصی محترم محمد الدین ناز صاحب
 ناظر تعلیم القرآن وقف عارضی تھے۔ انہوں نے تحریک تعلیم
 القرآن اور وقف عارضی کے پس منظر اور اس کی اہمیت کے
 بارہ میں شرکاء کو بتایا۔ خطاب کے بعد انہوں نے نمائندگان
 کے سوالات کے جوابات دیئے آخر پر خاکسار نے ریفریشر
 کورس کی ہدایات کا خلاصہ عرض کیا اور جملہ شرکاء کا شکریہ ادا
 کیا۔ محترم ناظر صاحب تعلیم القرآن نے اختتامی دعا کروائی
 جس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ شرکاء کے لئے ظہرانہ کا
 انتظام دارالضیافت میں تھا۔ الحمد للہ اس ریفریشر کورس کا
 کامیابی کے ساتھ اختتام ہوا۔ کل 155 احباب نے شرکت
 کی۔ عہدیداروں کو ہدایات تحریری صورت میں دے دی
 گئیں۔ نیز حضرت مصلح موعود کی کتاب فضائل القرآن کے
 پڑھنے کی طرف صدر مجلس نے توجہ دلائی اس پر بیشتر
 عہدیداران اس ریفریشر کورس کے موقع پر کتاب فضائل
 القرآن خرید کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام
 کے مفید نتائج نکالے۔ آمین

درخت کی پتلی ڈالی کی لکڑی سے روزانہ مسواک کرنے سے
 منہ کی بدبو جاتی رہے گی۔ خشک آم کے بورکاسفوف روزانہ
 نہار منہ چینی کے ساتھ استعمال کرنا جربیان میں مفید ہے۔ جن
 لوگوں کو پیشاب رکنے کی شکایت ہو، آم کی جڑ کا چھلکا برگ
 شیشم دس دس گرام ایک کلو پانی میں جوش دیں۔ جب پانی
 تیسرا حصہ رہ جائے تو ٹھنڈا کر کے چینی ملا کر پی لیں۔
 پیشاب کھل کر آئے گا۔ ذیابیطس کے مرض میں آم کے پتے
 جو خود بخود جھڑ کر گر جائیں، سائے میں خشک کر کے سفوف بنا
 لیں۔ صبح و شام دو دو گرام پانی سے استعمال کرنے سے چند
 دنوں میں فائدہ ہوتا ہے۔ کھانسی، دمہ اور سینے کے امراض
 میں مبتلا لوگ آم کے نرم تازہ پتوں کا جوشاندہ، ارٹھ کے
 درخت کی چھال سیاہ زیرے کے سفوف کے ساتھ استعمال
 کریں۔ پکا ہوا سیلا میٹھا آم اپنی تاثیر کے لحاظ سے گرم خشک
 ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آم کے استعمال کے بعد کچی لسی پینے
 کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس طرح آم کی گرمی اور خشکی جاتی
 رہتی ہے۔ جو لوگ کچی لسی استعمال نہیں کرتے ان کے منہ
 میں چھالے یا جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل سکتے ہیں۔ یہ قبض
 کھانا تاثیر کے باعث معدہ پر اچھے اثرات مترتب کرتا
 ہے۔ یہ مصفی خون تاثیر کے سبب چہرے کی رنگت کو نکھارتا
 ہے۔ ماہرین کے مطابق آم تمام پھلوں میں سے زیادہ
 خصوصیات کا حامل ہے اور اس میں وٹامن اے اور وٹامن
 سی تمام پھلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ آم تمام عمر کے لوگوں
 کے لیے یکساں مفید ہے۔ البتہ ذیابیطس والے احتیاط سے
 کھائیں۔ جو بچے لاغر اور کمزور ہوں ان کیلئے تو عمدہ
 قدرتی ٹانک ہے۔ یہ خوش ذائقہ پھل نہ صرف خون پیدا
 کرنے والا قدرتی ٹانک ہے بلکہ گوشت بھی بناتا ہے اور
 نشاستائی اجزاء کے علاوہ فاسفورس، کیلشیم، فولاد، پوٹاشیم اور
 گلوکوز بھی رکھتا ہے۔

مجالس کی مساعی

(قیادت عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

غلام احمد فرخ صاحب آڈیٹر و انچارج شعبہ کمپیوٹر مجلس انصار اللہ پاکستان نے نماز باجماعت، خطبہ جمعہ سننے اور شعبہ جات کی رپورٹس کے بارہ میں توجہ دلائی۔

28 اپریل مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے گھر گھر رابطہ مہم کے ذریعہ نماز باجماعت، نماز جمعہ، خطبہ جمعہ سے استفادہ اور MTA سے استفادہ، قرآن کریم کی تلاوت اور نظام وصیت میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔ 31 فونو میں 62 منتظمین و ممبران مجالس عالمہ حلقہ جات نے حصہ لیا، 450 گھرانوں سے رابطہ کیا گیا۔

16 اپریل مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی کے عہدیداران کا ریفریشر کورس زیر صدارت زعیم اعلیٰ منعقد ہوا۔ حاضری اراکین عالمہ و سائقین و زعماء 34 رہی۔

20 اپریل مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی نے مجلس کے اول آنے پر شکرانہ کے طور پر تقریب کا انعقاد کیا۔ ناظم انصار اللہ ضلع، قائم مقام امیر ضلع، نے شمولیت کی۔ حاضری 161 انصار، 8 خدام اور 6 اطفال رہی۔

27 اپریل مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام سالانہ تربیتی اجتماع زیر صدارت مکرم امیر صاحب ضلع منعقد ہوا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ حاضری 91 انصار، 28 خدام اور 33 اطفال رہی۔

27 اپریل مجلس انصار اللہ گلشن حدید کراچی کے زیر اہتمام سالانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ حاضری 34 انصار، 17 خدام اور 13 مہمان رہی۔

27 اپریل نظام انصار اللہ ضلع شیخوپورہ کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح و ارشاد نے شمولیت کی۔ مکرم ناظم صاحب علاقہ اور ناظم صاحب ضلع بھی موجود تھے۔ حاضری 160 انصار رہی۔

16 اپریل نظام انصار اللہ ضلع جہلم کے زیر اہتمام اراکین مجلس

ریفریشر کورس، میٹنگز و اجلاس

5 فروری نظام انصار اللہ علاقہ ملتان کے زیر اہتمام ضلع ملتان کی آٹھ مجالس کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے شمولیت کی۔ حاضری 75 رہی۔

21 فروری نظام انصار اللہ علاقہ ملتان کے زیر اہتمام ضلع خانیوال کے عہدیداران کا ریفریشر کورس ہوا۔ مرکز سے مکرم قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان نے شمولیت کی۔ حاضری 48 رہی،

22 فروری نظام انصار اللہ علاقہ ملتان کے زیر اہتمام ضلع وہاڑی کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے شمولیت کی۔ حاضری 43 رہی۔

ماہ اپریل نظام انصار اللہ ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام حلقہ کھسیٹ پورہ میں مکرم رائے عبدالوحید صاحب معاون عمومی کی زیر صدارت اور زائن گڑھ میں مکرم محمد امجد صاحب ناظم ضلع کی زیر صدارت سالانہ ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ زائن گڑھ میں حاضری 17 اور کھسیٹ پورہ میں 21 رہی۔

20 اپریل نظام انصار اللہ ضلع کراچی کے زیر اہتمام شہری مجالس کے سائقین کے ساتھ ایک میٹنگ زیر صدارت مکرم ناظم صاحب ضلع منعقد ہوئی۔ جس میں 6 مجالس کے 38 سائقین نے شرکت کی۔

18 اپریل مجلس انصار اللہ واہگہ ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام ویلنٹینا ٹاؤن میں اجلاس عام ہوا۔ چاروں حلقوں کے 115 انصار نے شرکت کی۔

23 اپریل مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام علمی پروگرام منعقد ہوا۔ مکرم مرزا عدیل احمد صاحب نے 1953 کے فسادات کے حالات بیان کئے۔ حاضری 75 رہی۔

27 اپریل مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام یمن بلاک کے انصار کا ریفریشر کورس بمقام بیت گنبد منعقد ہوا۔ مکرم ڈاکٹر

14 اپریل: مجلس انصار اللہ لاہور کے 2 ڈاکٹر صاحبان نے 47 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

14 اپریل: نظامت انصار اللہ حلیج کے زیر اہتمام دو ہسپتال میں دورہ کر کے ڈاکٹر ہشرا احمد ملک صاحب نے 85 ڈبئی مریضوں کی عیادت کی اور 65 مریضوں کا معائنہ کیا اور ویلفیئر سوسائٹی کے تعاون سے ان کے علاج معالجہ کی ضروریات پوری کیں۔

14 اپریل: مجلس انصار اللہ گلشن پارک لاہور نے میڈیکل کیمپ کے دوران 23 مریضوں کو ادویات دیں۔ میڈیکل کیمپ کے علاوہ بھی 16 مریضوں کا معائنہ کیا گیا، مدعظیات سیدنا بلال فنڈ میں 980 روپے دیئے۔ دوران ماہ 14 مریضوں کی عیادت کی گئی۔ 17 مریضوں کو ادویات دی گئیں اور پھل، دودھ وغیرہ تقسیم کیا۔

13 اپریل: مجلس انصار اللہ رچنا ڈاؤن لاہور کے زیر اہتمام بمقام رانا ناؤن میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا۔ 159 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ فری ڈسپنری میں 132 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

13 اپریل: مجلس انصار اللہ دارالسلام لاہور کے زیر اہتمام بمقام جناح باغ پکنک کا پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں 25 انصار اور 17 اطفال نے شرکت کی۔

11 اپریل: مجلس انصار اللہ مقامی کے زیر انتظام دارالبرکات نے بمقام سنی والا میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا۔ 63 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

18 اپریل: مجلس انصار اللہ مقامی کے زیر انتظام محلہ طاہر آباد جنوبی نے بمقام سنی والا میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا۔ 125 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

25 اپریل: مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ دارالعلوم شرقی نور نے بمقام نصرت آباد اور کچھیاں میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ ہومیو پیتھی ڈاکٹر نے خدمت سرانجام دی اور 48 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

29 اپریل: مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ دارالفتوح غربی نے ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کی اور مریضوں میں جوس تقسیم کیا۔

20 اپریل: نظامت انصار اللہ حلیج حافظ آباد کے زیر اہتمام

عالمہ، زعماء اعلیٰ اور زعماء مجالس و دیگر راہنما کین کا ریفریشر کورس بمقام چپ بورڈ منعقد ہوا۔ ناظم صاحب علاقہ نے بھی شمولیت کی۔ حاضری 23 رہی۔

20 اپریل: نظامت انصار اللہ حلیج کوچر انوالہ کے زیر اہتمام بیت الذکر ترقی میں حلقہ کی سطح پر تربیتی و ورزشی اجتماع منعقد ہوا۔ مکرم مظفر احمد درانی صاحب معاون صدر نے بطور مرکزی نمائندہ شرکت کی۔ حاضری 88 رہی۔

27 اپریل: مجلس انصار اللہ ٹکوڑی کھجور والی حلیج کوچر انوالہ کا ریفریشر کورس۔ حاضری 9 ممبران عالمہ رہی۔

کیم مئی: مجلس انصار اللہ کوچر انوالہ شرقی کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ مکرم امیر صاحب حلیج، مکرم ناظم صاحب علاقہ اور مکرم ناظم صاحب حلیج نے شمولیت کی۔ ورزشی و علمی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ حاضری انصار 106، خدام 41 اور اطفال 15 رہی۔

میڈیکل کیمپس و ایثار (خدمت خالق)

14 اپریل: مجلس انصار اللہ دارالانور فیصل آباد کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ 78 مریضوں کو ادویات دی گئیں، بذریعہ ڈسپنری 30 مریضوں کا علاج کیا گیا اور مستحقین میں 20 عدد سوٹ اور 61840 روپے مدد کی گئی۔

11 اپریل: مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام کچی آبادی ملت روڈ میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ 65 مریضوں کو ادویات دی گئیں، 10 غریب گھرانوں میں راشن پیک تقسیم کئے گئے اور غرباء کو گرمیوں کے لئے سوٹ لے کر دیئے گئے۔

18 اپریل: مجلس انصار اللہ فصل عمر فیصل آباد کے زیر اہتمام چک 84 ب اور 89 ب میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا اور 115 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

13 اپریل اور 25 اپریل: مجلس انصار اللہ دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا۔ کیمپس میں 275 اور 35 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ ان کیمپس کے علاوہ دوران ماہ مختلف ڈاکٹر نے 385 افراد کو ادویات دیں۔

14 اپریل: مجلس انصار اللہ ناتھ کراچی نے مبلغ 11130 روپے مستحقین کی مالی مدد کی۔

13 اپریل: مجلس انصار اللہ گلشن پارک لاہور کے زیر اہتمام شالامار باغ میں ورزشی مقابلہ جات اور پکنک کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ 40 انصار اور 15 اطفال نے شمولیت کی۔

27 اپریل: مجلس انصار اللہ رچنا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام پکنک اور کلوہمیچ کا پروگرام منعقد ہوا۔ حاضری 115 انصار، 2 خدام اور 14 اطفال رہی۔

11 اپریل اور 25 اپریل: مجلس انصار اللہ دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام حلقہ جات میں پکنک کے پروگرام منعقد ہوئے۔ جن میں 11 انصار شریک ہوئے۔

13 اپریل: نظامت انصار اللہ ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام رانا ٹورسٹ ریزنٹ ہیڈ بلوکی پر پکنک کا پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں ممبران عاملہ ضلع کے 15 انصار مکرم ناظم صاحب انصار اللہ ضلع کی قیادت میں شریک ہوئے۔

20 اپریل: مجلس انصار اللہ دارانور فیصل آباد نے پکنک اور سائیکل سفر کا پروگرام منایا جس میں 25 انصار شامل ہوئے۔

27 اپریل: مجلس انصار اللہ فضل عمر فیصل آباد کے زیر اہتمام دوڑ، کلائی پکڑنا اور گولہ پھینکانا کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ خدام و اطفال کی کرکٹ کی ٹیم کے ساتھ انصار کی ٹیم نے ایک دوستانہ میچ کھیلا۔ حاضری 28 انصار رہی۔

27 اپریل: مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی کے 14 انصار نے ضلعی سطح پر ہونے والے مقابلہ ٹینس میں حصہ لیا۔

صف دوم

13 اپریل: مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام بیت الشاء سے ملیر تو سبھی کالونی تک سائیکل سفر کیا گیا۔ حاضری سائیکلسٹ انصار 8، موٹر سائیکل سوار 12 اور دیگر 18 رہی۔

”انسان ایک عاجز چیز ہے اس کو

کسی بات پر فخر نہیں کرنا چاہئے“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 142)

میڈیکل کمپ کا انعقاد کیا گیا اور 95 مریضوں کا علاج کیا گیا اور 100 من گندم مستحقین میں تقسیم کی گئی۔

ماہ اپریل میں مجلس انصار اللہ دینی گیٹ لاہور نے 3 بکرے مستحقین میں تقسیم کئے، دو مستحقین کیلئے روزانہ کھانا بھجوایا گیا اور مستحقین کی مالی مدد کے لئے 7000 روپے دیئے گئے۔

وقار عمل

6 اپریل: مجلس انصار اللہ ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام ماڈل ٹاؤن کے خالی پلاٹ میں وقار عمل کیا گیا۔ حاضری 18 انصار رہی۔

6 اپریل: مجلس انصار اللہ رچنا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام وقار عمل کا انعقاد ہوا۔ 10 انصار، 2 خدام اور 15 اطفال نے حصہ لیا۔

17 اپریل: مجلس انصار اللہ واہ کینٹ کے زیر اہتمام کلوہمیچ اور وقار عمل کا پروگرام منعقد ہوا۔ حاضری 40 رہی۔

27 اپریل: مجلس انصار اللہ فضل عمر فیصل آباد نے عید گاہ میں پکنک منائی۔ اور وقار عمل کیا گیا۔ حاضری 28 انصار، 7 خدام اور 16 اطفال رہی۔

28 اپریل: مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ دارالفتوح غربی نے وقار عمل کا انعقاد کیا۔ حاضری 14 رہی۔

تعلیم

20 اپریل: مجلس انصار اللہ دینی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام تلاوت نظم، تقریر اردو، تقریر فی البدیہہ، پیغام رسانی اور مشاہدہ معائنہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ حاضری 18 انصار، 2 خدام اور 2 اطفال رہی۔

13 اپریل: نظامت انصار اللہ ضلع لاہور کے زیر انتظام مقالہ نویسیوں کی راہنمائی کے لئے سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ پہلے اجلاس کی صدارت مکرم ناظم صاحب انصار اللہ ضلع اور دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم ایڈیشنل ناظم صاحب انصار اللہ علاقہ نے کی 17 مجالس کے 27 انصار نے شمولیت کی۔

ذہانت و صحت جسمانی

13 اپریل: مجلس انصار اللہ دینی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام بمقام لانس گارڈن میں صبح کی سیر کی گئی اور دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حاضری 20 انصار، 4 خدام اور اطفال رہی۔

خلفائے وقت کے سلطان نصیر اور خلافت کیلئے انتہائی غیرت رکھنے والے ہمارے پیارے بھائی

(18 نومبر 1948ء - 23 اپریل 2014ء)



مکرم و محترم محمود احمد شاہد (بنگالی) صاحب مرحوم

”میں نے خدام الاحمدیہ میں بھی ان کے ماتحت کام کیا ہے۔ بڑے کھلے ہاتھ سے اپنے ماتحتوں سے کام لیا کرتے تھے۔ کام کرنے کا ان کو موقع دیتے تھے اور پھر قدر دانی بھی کیا کرتے تھے۔ اور خلافت کے بھی ایسے سلطان نصیر کہ جس کی مثالیں کم کم ملتی ہیں..... ان کے جانے سے گوآسٹریلیا جماعت میں ایک خلاء پیدا ہوا ہے لیکن الہی جماعتوں کو اللہ تعالیٰ خود سنبھالتا ہے اور ان خلاءوں کو خود پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان جیسے سلطان نصیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے جو خلافت کے باوفا بھی ہوں، جاں نثار بھی ہوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے بھی ہوں“ (خطبہ جمعہ 27 اپریل 2014ء، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 17 مئی 2014ء)



ریفریشنگ کورس نائب ناظمین علاقہ و اضلاع تعلیم القرآن ماسوائے سندھ و کوئٹہ منعقدہ 25 مئی 2014ء

